دیوانِ جگر
http://www.pakistanconnections.com/ebooks
جگر مراد آبادی

(شاعری)

جگر مراد آبادی

تجھی سے ابتدا ہے تو ہی

تجھی سے ابتدا ہے تو ہی اک دن انتہا ہو گا
صدائے ساز ہو گی اور نہ ساز بے صدا ہو گا

ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہو گا
سب اسکو دیکھتے ہو نگے وہ ہم کو دیکھتا ہو گا

جہنم ہو کہ جنت جو بھی ہوگا فیصلہ ہو گا
یہ کم ہے ہمارا اور ان کا سامنا ہو گا

ازل ہو یا ابد دونوں اسیر زلف حضرت ہیں
جدھر نظریں اٹھاؤ گے یہی اک سلسلہ ہو گا

جگر کا ہاتھ ہو گا حشر میں اور دامن حضرت
شکایت ہو کہ شکوہ جو بھی ہو گا بر ملا ہو گا

عشق کو بے نقاب ہونا تھا

عشق کو بے نقاب ہونا تھا
آپ اپنا جواب ہونا تھا

مست جام شراب ہونا تھا
بے خود اضطراب ہونا تھا

تیری آنکھوں کا کچھ قصور نہیں
ہاں مجھی کو خراب ہونا تھا

آؤ مل جاؤ مسکرا کر گلے
ہو چکا جو عتاب ہونا تھا

کوچہ عشق میں نکل آیا
جس کو خانہ خراب ہونا تھا

مست جام شراب خاک ہوئے
غرق جام شراب ہونا تھا

دل کہ جس پہ ہیں نقش رنگا رنگ
اس کو سادا کتاب ہونا تھا

نگہ یار خود تڑپ اٹھتی
شرط اول خراب ہونا تھا

ہو چکا روز اولیں ہی جگر
جس کو جتنا خراب ہونا تھا

◆◆◆

ایک رنگیں نقاب

ایک رنگیں نقاب نے مارا
حسن بن کر حجاب نے مارا

جلوہ آفتاب کیا کہیے
سایۂ آفتاب نے مارا

ہم نہ مرتے تیرے تغافل سے
پرسشِ بے حساب نے مارا

چھپتے ہیں اور چھپا نہیں جاتا
اس ادائے حجاب نے مارا

دل کہ تھا جانِ زیست آہ جگر
اسی خانہ خراب نے مارا

◆◆◆

ستم کامیاب نے مارا

ستم کامیاب نے مارا
کرم لاجواب نے مارا

خود ہوئی گم ہمیں بھی کھو بیٹھی
نگہ باز یاب نے مارا

زندگی تھی حجاب کے دم تک
بڑھی حجاب نے مارا

عشق کے ہر سکون آخر کو
حسن کے اضطراب نے مارا

میں تیرا عکس ہوں کہ تو میرا
اس سوال و جواب نے مارا

بچ رہا جو تیری تجلی سے
اس کو تیرے حجاب نے مارا

اب نظر کو کہیں قرار نہیں
کاوش انتخاب نے مارا

سب کو مارا جگر کے شعروں نے
اور جگر کو شراب نے مارا

◆◆◆

شورش کائنات نے مارا

شورش کائنات نے مارا
موت بنکر حیات نے مارا

پر تو حسن ذات نے مارا
مجھ کو میری صفات نے مارا

میں تھا راز حیات اور مجھے
میرے راز حیات نے مارا

موت کیا؟ ایک لفظ بے معنی
جس کو مارا حیات نے مارا

شکوہ موت کیا کریں کہ جگر
آرزوئے حیات نے مارا

◆◆◆

عاشق کو غمِ عشق کے آزر

عاشق کو غم عشق کے آزر نے مارا
اک یار کو اک یار وفادار نے مارا

تو نے نہ اٹھایا رخ نادیدہ سے پردہ
دنیا کو تری حسرت دید نے مارا

کچھ کہہ تو گیا برق غضب نے جسے پھونکا
اف کر نہ سکا جس کو تیرے پیار نے مارا

دونوں ہی جفا جو ہیں جگر عشق ہو یا حسن
اک یار نے لوٹا مجھے اک یار نے مارا

◆◆◆

عشق کی یہ نمود پیہم کیا

عشق کی یہ نمود پیہم کیا
ہو تمہیں تم اگر تو پھر ہم کیا

جز ترے کچھ نظر نہیں آتا
آرزو بن گئی مجسم کیا

میں وہاں ہوں جہاں نہیں میں بھی
عالم ماورائے عالم کیا

ان نگاہوں کے سب کرشمے ہیں
ورنہ یہ اضطراب پیہم کیا

نیت شب بخیر اے ساقی
بزم جم کیا ہے ساغر جم کیا

شوق گستاخ کر چکا تقصیر
دیکھتا اب ہے حسن برہم کیا

موت کی نیند چھائی جاتی ہے
کہہ چکا ہوں فسانہ غم کیا

اس نظر میں نہیں سماتا کچھ
جان بیتاب و چشم پرنم ہے

عشق خاموش کے مزے ہیں جگر
جوش فریاد و شور ماتم کیا

◆◆◆

کام آخر جذبہ بے اختیار

کام آخر جذبہ بے اختیار آ ہی گیا
دل کچھ اس صورت سے تڑپا ان کو پیار آ ہی گیا

جب نگاہیں اٹھ گئیں اللہ رے معراج شوق
دیکھتا کیا ہوں وہ جان انتظار آ ہی گیا

ہائے یہ حسن تصور کا فریب رنگ و بو
میں یہ سمجھا جیسے وہ جان بہار آ ہی گیا

ہاں سزا دے اے خدائے عشق اے توفیق غم
پھر زبان بے ادب پر ذکر یار آ ہی گیا

اس طرح خوش ہوں کسی کے وعدہ فردا پہ میں
در حقیقت جیسے مجھ کو اعتبار آ ہی گیا

ہائے کافر دل کی یہ کافر جنوں انگیزیاں
تم کو پیار آئے نہ آئے مجھ کو پیار آ ہی گیا

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

◆◆◆

کس نظر سے آج وہ

کس نظر سے آج وہ دیکھا گیا
دل میرا ڈوبا کیا، اچھلا گیا

حسن سے بھی دل کو بے پروا کیا
کیا کیا اے عشق تو نے کیا کیا

تو نے سو سو رنگ سے پروا کیا
دیکھنے والا تجھے دیکھا گیا

وہ بھی نکلی ایک شعاع برق حسن
میں جسے اپنی نظر سمجھا گیا

لذت ناکامیابی الاماں
تو نے ہر امروز کو فردا کیا

اہم نظر کو بھی نہیں دم بھر قرار
اس نے بھی انداز دل پیدا کیا

ان کے جاتے ہی یہ حیرت چھا گئی
جس طرف دیکھا کیا، دیکھا کیا

مجھ سے قائم ہیں جنوں کی عظمتیں
میں نے صحرا کو جگر صحرا کیا

◆◆◆

دل نے سینے میں تڑپ کر

دل نے سینے میں تڑپ کر انہیں جب یاد کیا
درو دیوار کو آمادہ فریاد کیا

وصل سے شاد کیا ہجر سے ناشاد کیا
اس نے جس طرح چاہا مجھے برباد کیا

لاکھ جائیں ہوں تو پھر ان پہ تصدیق کروں
وہ یہ فرمائیں کہ ہم نے اسے برباد کیا

کیا طریقہ ہے یہ صیاد کا اللہ اللہ
ایک کو قید کیا' ایک کو آزاد کیا

اور کیا چاہیے سرمایہ تسکین اے دوست
اک نظروں کی طرف دیکھ لیا شاد کیا

شرح نیرنگی اسباب کہاں تک کیجیے
مختصر یہ کہ ہمیں آپ نے برباد کیا

پردۂ شوق سے اک برق تڑپ کر نکلی
یاد کرنے کی طرح سے انہیں جب یاد کیا

مہرباں ہم پہ رہی چشم سخن گو ان کی
جب ملی آنکھ نگاہوں نے کچھ ارشاد کیا

دل کا کیا حال کہوں جوش جنوں کے ہاتھوں
ایک گھروندا سا بنایا، کبھی برباد کیا

اب سے پہلے تو نہ تھا ذوق محبت رسوا
شایدان مست نگاہوں نے کچھ ارشاد کیا

موت اک دام گرفتاری تازہ ہے جگر
نہ سمجھو کہ غم عشق نے آزاد کیا

◆◆◆

اس کی نظروں میں انتخاب

اس کی نظروں میں انتخاب ہوا
دل عجب حسن سے خراب ہوا

عشق کا سحر کامیاب ہوا
میں ترا تو مرا جواب ہوا

ہر نفس موج اضطراب ہوا
زندگی کیا ہوئی عذاب ہوا

جذبہ شوق کامیاب ہوا
آج مجھ سے انہیں حجاب ہوا

میں بنوں کس لئے نہ مست شراب
کیوں مجسم کوئی شباب ہوا

دل کی ہر چیز جگمگا اٹھی
آج شاید وہ بے نقاب ہوا

دور ہنگامہ نشاط نہ پوچھ
اب وہ سب کچھ خیال خواب ہوا

ستم خاص یاری کی قسم
کرم یارۂ بے حساب ہوا

◆◆◆

عرض نیاز غم کو لب آشنا

عرض نیاز غم کو لب آشنا نہ کرنا
یہ بھی اک التجا ہے کچھ التجا نہ کرنا

میں خو گر ستم ہوں، پروردہ الم ہوں
جور وجا کے مالک، مہر و وفا نہ کرنا

دل جب سے مر مٹا ہے کچھ اور ہی فضا ہے
میری یہ التجا ہے تم سامنا نہ کرنا

یارب غم محبت اب بخش دے مجھی کو
میرے سوا کسی کو اب مبتلا نہ کرنا

تیرے جگر کی تجھ سے اک التجا یہی ہے
اپنے جگر کو اپنے دل سے جدا نہ کرنا

◆◆◆

میرا جو حال ہو سو ہو

میرا جو حال ہو سو ہو برق نظر گرائے جا
میں یونہی نالہ کش رہوں تو یونہیں مسکرائے جا

دل کے ہر ایک گوشہ میں آگ سی اک لگائے جا
مطرب آتشیں نواؔ ہاں اسی دھن میں گائے جا

لحظہ بہ لحظہ دم بدمؔ جلوہ بہ جلوۂ آئے جا
تشنہ حسن ذات ہوں تشنہ لبی بڑھائے جا

جتنی بھی آج پی سکوں عذر نہ کر پلائے جا
مست نظر کا واسطہ مست نظر بنائے جا

◆◆◆

کیا کر گیا اک جلوہ مستانہ

کیا کر گیا اک جلوہ مستانہ کسی کا
رکتا نہیں زنجیر سے دیوانہ کسی کا

کہتا ہے سر حشر یہ دیوانہ کسی کا
جنت سے الگ چاہیے ویرانہ کسی کا

آپس میں الجھتے ہیں عبث شیخ و برہمن
کعبہ نہ کسی کا ہے نہ بت خانہ کسی کا

جس کی نگہ سادہ کے ہم مارے ہوئے ہیں
وہ شوخ یگانہ ہے نہ بے گانہ کسی کا

بے ساختہ آج ان کے بھی آنسو نکل آئے
دیکھا نہ گیا حال فقیرانہ کسی کا

اس کو بھی جگر دیکھ لیا خاک میں ملتے
وہ اشک جو تھا گوہر یک دانہ کسی کا

◆◆◆

جواب بھی نہ تکلیف

جو اب بھی نہ تکلیف فرمایئے گا
تو بس ہاتھ ملتے ہی رہ جایئے گا

نگاہوں سے چھپ کر کہاں جایئے گا
جہاں جایئے گا ہمیں پایئے گا

مرا جب برا حال سن پایئے گا
خراماں خراماں چلے آیئے گا

مٹا کر ہمیں آپ پچھتایئے گا
کمی کوئی محسوس فرمایئے گا

ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگ محفل
کسے دیکھ کر آپ شرمایئے گا

نہ ہوگا ہمارا ہی آغوش خالی
کچھ اپنا بھی پہلو تہی پایئے گا

جنوں کی جگر کوئی حد بھی ہے آخر
کہاں تک کسی پر ستم ڈھایئے گا

◆◆◆

نظر ملا کے مرے پاس آ گے

نظر ملا کے مرے پاس آ کے لوٹ لیا
نظر ہٹی تھی کہ پھر مسکرا کے لوٹ لیا

شکست حسن کا جلوہ دکھا کے لوٹ لیا
نگاہ نیچی کئے سر جھکا کے لوٹ لیا

انہیں کے دل سے کوئی اس کی عظمتیں پوچھے
وہ ایک دل جسے سب کچھ لٹا کے لوٹ لیا

یہاں تو خود تری ہستی ہے عشق کو درکار
وہ اور ہونگے جنہیں مسکرا کے لوٹ لیا

رہا خراب محبت ہی وہ جسے تو نے
خود اپنا درد محبت دکھا کے لوٹ لیا

کرشمہ سازی حسن" ارے تو بہ
مرا ہی آئینہ مجھکو دکھا کے لوٹ لیا

نہ لٹتے ہم، مگر ان مست انکھڑیوں نے جگر
نظر بچاتے ہوئے ڈبڈبا کے لوٹ لیا

◆◆◆

نہ راہزن نہ کسی رہنما نے

نہ راہزنؔ نہ کسی رہنما نے لوٹ لیا
ادائے عشق کو رسم وفا نے لوٹ لیا

نہ پوچھو شومئ تقدیر خانہ بربادی
جمال یار کہاں نقش پا نے لوٹ لیا

وہ دل کو توڑ کے بیٹھے تھے مطمئن کہ انہیں
شکست شیشہ دل کی صدا نے لوٹ لیا

دل تباہ کی روداد اور کیا کہیے
خود اپنے شہر کو فرماں روا نے لوٹ لیا

زباں خموشؔ نظر بیقرار چہرہ فق
تجھے بھی کیا تری کافر ادا نے لوٹ لیا

نہ اب خودی کا پتہ ہےؔ نہ بےخودی کا جگر
ہر ایک لطف کو لطف خدا نے لوٹ لیا

اب تو یہ بھی نہیں رہا

اب تو یہ بھی نہیں رہا احساس
درد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا

عشق جب تک نہ کر چکے رسوا
آدمی کام کا نہیں ہوتا

ہائے کیا ہو گیا طبیعت کو
غم بھی راحت فزا نہیں ہوتا

جس پہ تیری نظر نہیں ہوتی
اس کی جانب خدا نہیں ہوتا

وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں
جب ہمارا پتہ نہیں ہوتا

دل کو کیا کیا سکون ہوتا ہے
جب کوئی آسرا نہیں ہوتا

ہو کے اک بار سامنا ان سے
پھر کبھی سامنا نہیں ہوتا ہے

◆◆◆

شباب حسن کا شباب

شباب حسن کا شباب دیکھ لیا
اچھال اچھال کے جام شراب دیکھ لیا

کہاں تک اب تری باتوں پہ اعتماد کریں
بہت تو اے دل خانہ خراب دیکھ لیا

جو ہم نہیں نہ سہی کامیاب غم غم یار
تجھے تو اپنی جگہ کامیاب دیکھ لیا

غم نشاط سرور الم نہ پوچھ جگر
کبھی جب اس نے بہ چشم پر آب دیکھ لیا

◆◆◆

ہر دم دعائیں دینا

ہر دم دعائیں دینا، ہر لحظہ آہیں بھرنا
ان کا بھی کام کرنا اپنا بھی کام کرنا

ہاں کس کو میسر یہ کام کر گزرنا
اک بانکپن سے جینا، اک پرتکپن سے کرنا

جو زیست کو نہ سمجھیں، جو موت کو نہ جائیں
جینا انہیں کا جینا، مرنا انہیں کا مرنا

اے شوق تیرے صدقے پہنچا دیا کہاں تک
اے عشق تیرے قرباں جینا ہے اب نہ مرنا

رنگینیاں نہیں تو رعنا بھی کیسی
شبنم سی نازنیں کو آتا نہیں سنورنا

اشکوں کو بھی یہ جرأت، اللہ رے تیری قدرت
آنکھوں میں آتے آتے پھر دل میں جا ٹھہرنا

اے جان ناز آ جا آنکھوں کی راہ دل میں
ان خشک ندیوں سے مشکل ہے کیا گذرنا

ہم بیخود ان غم سے یہ راز کوئی سیکھے
جیا، مگر نہ جینا، مرنا، مگر نہ مرنا

خون جگر کا حاصل اک شعر تر کی صورت
اپنا ہی عکس جس میں اپنا ہی رنگ بھرنا

◆◆◆

شمشیر حسن و عشق کا

شمشیر حسن و عشق کا بسمل بنا دیا
تم نے تو مجھ کو پیار کے قابل بنا دیا

ہر جنت نگاہ پہ مائل بنا دیا
میرا ہی مجھکو مد مقابل بنا دیا

ان شاعران دھر پہ ہو عشق کی ہی مار
ایک پیکر جمیل کو قاتل بنا دیا

دکھلا کے ایک جلوہ سراپائے حسن کا
آنکھوں کو اعتبار کے قابل بنا دیا

دونوں جہاں تو اپنی جگہ پر ہیں برقرار
کیا چیز تھی کہ جس کو مرا دل بنا دیا

◆◆◆

اس چشم مست نے مجھے مخمور

اس چشم مست نے مجھے مخمور کر دیا
میں نے نظر ملا کے اسے چور کر دیا

میں ان کا ہو گیا، انہیں مسرور کر دیا
وہ میرے بن گیے مجھے مغرور کر دیا

سرشار مست، بے خود و مسحور کر دیا
خود ہو گئے قریب مجھے دور کر دیا

یہ عشق وہ بلا ہے کہ حسن ازل کو بھی
تخلیق کائنات پہ مجبور کر دیا

فیض جمال دوست کے قربان جاییے
اک اک نفس کو صاعقہ طور کر دیا

حسن ازل تو اج بھی بے پردہ ہے مگر
نظارہ کے ہجوم نے مستور کر دیا

تو ب تو کر چکا تھا مگر اس کا کیا علاج
واعظ کی ضد نے پھر مجبور کر دیا

◆◆◆

اب کہاں زمانے میں دوسرا جواب

اب کہاں زمانے میں دوسرا جواب اب ان کا
فصل حسن ہے ان کی موسم شباب ان کا

اوج پر جمال ان کا جوش پر شباب ان کا
عہد ماہتاب ان کا دور آفتاب ان کا

عرض شوق پر میری پہلے کچھ عتاب ان کا
خاص اک ادا کے ساتھ ان وہ پھر حجاب ان کا

رنگ و بو کی دنیا میں اب کہاں جواب ان کا
عشق و فرش بزم ان کا حسن فرش خواب ان کا

پھول مسکراتے ہیں دل پہ چوٹ پڑتی ہے
ہائے وہ رخ خنداں اف رے وہ شباب ان کا

یونہی کھلتے جاتے ہیں حسن و عشق کی اسرار
ایک نفس سوال اپنا ایک نفس جواب ان کا

ضبط کا جنہیں دعویٰ عشق میں رہا اکثر
ہم نے حال دیکھا ہے بیشتر خراب ان کا

اور کس کی یہ طاقت اور کس کی یہ جرات
عشق آپ آڑھ اپنی حسن خود حجاب ان کا

عشق ہی کے ہاتھوں میں کچھ سکت نہیں رہتی
ورنہ چیز ہی کیا ہے گوشہ نقاب ان کا

توجگر سے مستوں پر طعن نہ کر اے واعظ
تو غریب کیا جانے مسلک شراب ان کا

◆◆◆

تم اس دل وحشی کی وفاؤں

تم اس دل وحشی کی وفاؤں پہ جانا
اپنا نہ رہا جو وہ کسی کا نہ رہے گا

مٹ جائے گی جس دن مرے سجدوں کی حقیقت
دنیا میں تراش کف پا نہ رہے گا

بے پردگی حسن سے ہیں سب یہ حجابات
پروردہ جو گرا دو تو پروردہ نہ رہے گا

مانا لب نازک کو وہ تکلیف نہ دینگے
آنکھوں سے بھی کیا کوئی اشارا نہ رہے گا

اللہ یہ ساون کی گھٹائیں یہ ہوائیں
کیا آج بھی شغل مے و مینا نہ رہے گا

اس دل کو بتایا تو ہے شائستہ حرماں
سنتے ہیں انہیں یہ بھی گوارا نہ رہے گا

◆◆◆

ہاں نگاہ شوق وہ اٹھی

ہاں نگاہ شوق! وہ اٹھی نقاب
آفتاب آمد و لیل آفتاب

شوق بے پایاں و جوش بے حساب
عشق کیا ہے ایک مسلسل اضطراب

دست رنگیں و جمال بے حجاب
بے خوش آں وقتے و خوش جام شراب

کچھ کہوں تو کیا کہوں کس سے کہوں
میں ہی خود اپنا سوال اپنا جواب

پوچھنا کیا؟ چشم بینا ہو تو دیکھ
دل کے ہر ذرے میں ہیں لاکھ آفتاب

ہوش ہی پھر مائل فرزانگی
لا شراب و مست ساقی لا شراب

میرے جامو بادہ کی رنگینیاں
جانتا ہے حسن کا ظالم شباب

عشق کیا ہے؟ پر توحسن تمام
شوق کیا ہے؟ حسن کا عکس شباب

ان لبوں کی جاں نوازی دیکھنا
منہ سے بول اٹھے کو ہے جام شراب

مختصر ہے شرح ہستی اے جگر
زندگی ہے خوابِ اجل تعبیر خواب

◆◆◆

میرا جنوں شوق وہ عرض وفا

میرا جنون شوق وہ عرض وفا کے بعد
وہ شان احتیاط تری ہر ادا کے بعد

تیری خبر نہیں مگر اتنی تو ہے خبر
تو ابتدا سے پہلے ہے تو انتہا کے بعد

گو دل تنگ ہوں مگر آتا ہے یہ خیال
پھر جی کے کیا کروں گا دل مبتلا کے بعد

ہاں پھر انہیں حسین نگاہوں کا واسطہ
تھوڑا سا زہر مری خاطر دوا کے بعد

◆◆◆

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر، کبھی غنچہ و گل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں مرا حق ہے فصلِ بہار پر

مجھے دیں نہ غیظ میں دھمکیاں، گریں لاکھ بار یہ بجلیاں
مری سلطنت یہی آسیاں، مری ملکیت یہی چار پر

جنہیں کہیے عشق کی وسعتیں جو ہیں خاص حسن کی عظمتیں
یہ اسی کے قلب سے پوچھیے جسے فخر ہو غمِ یار پر

عجب انقلاب زمانہ ہے، مرا مختصر سا فسانہ ہے
یہ ہی اب جو بار ہے دوش پر، یہی سر تھا زانوئے یار پر

مرے اشکِ خوں کی بہار ہے کہ مرقعِ غمِ یار ہے
مری شاعری بھی نثار ہے مری چشمِ سحر نگار پر

یہ کمالِ عشق کی سازشیں، یہ جمالِ حسن کی نازشیں
یہ عنایتیں، یہ نوازشیں مری ایک مشتِ غبار پر

مری سمت سے اسے اے صبا یہ پیام آخر غم سنا
ابھی دیکھنا ہو تو دیکھ جا کر خزاں ہے اپنی بہار پر

میں رہیں درد سہی مجھے اور چاہیے کیا جگر
غم یار ہے مرا شیفتہ میں فریفتہ غم یار پر

◆◆◆

ہجوم تجلی سے معمور ہو کر

ہجوم تجلی سے معمور ہو کر
نظر رہ گئی شعلہ طور ہو کر

مجھی میں رہے مجھ سے مستور ہو کر
بہت پاس نکلے بہت دور ہو کر

تمہیں بھی خبر ہے جو تم کہہ گئے ہو
خود اپنی اداؤں سے مسحور ہو کر

خبر بھی ہے؟ تم کیا سے کیا ہو گئے ہو
ترستا قدم حسن مجبور ہو کر

تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم
یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہو کر

ترے حسن مغرور سے نسبتیں ہیں
کہیں ہم نہ رہ جائیں مغرور ہو کر

جگر کی اداؤں کا اب پوچھنا کیا
تری مست نظروں سے مخمور ہو کر

◆◆◆

عشق میں لاجواب ہیں

عشق میں لاجواب ہیں ہم لوگ
ماہتاب، آفتاب ہیں ہم لوگ

گرچہ اہل شراب ہیں ہم لوگ
یہ نہ سمجھو خراب ہیں ہم لوگ

شام سے آ گئے جو پینے پر
صبح تک آفتاب ہیں ہم لوگ

ہم نہیں جانتے خزاں کیا ہے
کشتگان شباب ہیں ہم لوگ

گو سراپا حجاب ہیں پھر بھی
تیرے رخ کی نقاب ہیں ہم لوگ

ہم پہ نازل ہو صحیفہ عشق
صاحبان کتاب ہیں ہم لوگ

جب ملی آنکھ ہوش کھو بیٹھے
کتنے حاضر جواب ہیں ہم لوگ

ہم سے پوچھو جگر کی سرمستی
محرم آنجناب ہیں ہم لوگ

◆◆◆

تو بھی او نا آشنائے

تو بھی او نا آشنائے درد دل
کاش ہوتا مبتلائے درد دل

درد دل میرے لئے ر ہے تو ہو
میں نہیں ہر گزر برائے درد دل

مجھ سے شاید رہ نہ جائے کچھ کمی
آپ ہی دے لیں سزائے درد دل

کچھ تغافل کچھ توجہ کچھ غرور
دیکھنا شان عطائے درد دل

درد دل غیرت تیری کیا ہو گئی
ان لبوں پڑ اور ہائے درد دل

◆◆◆

حسن معنی کی قسم جلوہ صورت

حسن معنی کی قسم جلوہ صورت کی قسم
تو ہی فردوس ئے فردوس محبت کی قسم

تجھ کو دیکھا، مگر اس طرح کہ دیکھا ہی نہیں
اپنی کم مائگی! جرات و ہمت کی قسم

ایک نظر دیکھ تو لے پھول کھلے ہیں کیا کیا
ناوک غم کی قسم سینہ حسرت کی قسم

مجھ سے چھپنا تجھے زیبا نہیں اے پیکر حسن
میں محبت ہی محبت ہوں محبت کی قسم

نگہ حسن ہی سے حسن کو ہم دیکھتے ہیں
مذہب عشق کی پاکیزہ شریعت کی قسم

اب ترے حسن کے جلوے نہیں روکے رکتے
نگہ شوق کی بیتاب طبیعت کی قسم

اب تجھے میری محبت کا یقین ہو کہ نہ ہو
میں نہ کھاؤں گا ترے درد محبت کی قسم

تیرے ہمراہ ہیں، اجن و دل و ایمان سب کچھ
تیری آنکھوں کے پیام دم رخصت کی قسم

خلوت کو اک دن تو بنا دے جلوت
تجھ کو اپنے جگر شوخ طبیعت کی قسم

◆◆◆

اب ان کا کیا بھروسہ

اب ان کا کیا بھروسہ وہ آئیں نہ آئیں
آ، اے غم محبت تجھ کو گلے لگائیں

بیٹھا ہوں مست و بےخود خاموش ہیں فضائیں
کانوں میں آ رہی ہیں بھولی ہوئی صدائیں

سب ان پہ ہیں تصدق وہ سامنے تو آئیں
اشکوں کی آرزوئیں آنکھوں کی التجائیں

اس سے بھی شوخ تر ہیں اس شوخ کی ادائیں
کر جائیں کام کاپنا لیکن نظر نہ آئیں

جیسا وہ چاہتے ہیں جو کچھ وہ چاہتے ہیں
آتی ہیں میرے دل سے لب تک وہی دعائیں

اب ہاتھ مل رہے ہیں وہ خاک عاشقاں پر
برباد کر چکے جب اپنی ہی کچھ ادائیں

بیتابی محبتؔ وجہ سکون غم ہے
آغوش مضطرب میں خوابیدہ ہیں بلائیں

اشعار بن کے نکلیں جو سینہ جگر سے
سب حسن یار کی تھیںؔ بیساختہ ادائیں

◆◆◆

کدھر تیرا خیال اے دل

کدھر تیرا خیال؟ اے دل! یہ وہم کیا کیا سما رہے ہیں
نظر اٹھا کر تو دیکھ! ظالم! کھڑے وہ کیا مسکرا رہے ہیں

کرشمے' ذات و صفات کے ہیں' جمال قدرت دکھا رہے ہیں
کہ ہر تصور سے دور رہ کر' وہ ہر تصور میں آ رہے ہیں

کہاں کی دیدار کس کا عرفان' جو اس گم ہیں نظر پریشان'
جو ایک پردہ اٹھا رہے ہیں تو لاکھ پردے گرا رہے ہیں

کرشمے ہیں حسن بے جہت کے فسوں ہیں چشم مناسبت کے
ادھر سے دیکھو تو آ رہے ہیں' ادھر سے دیکھو تو آ رہے ہیں

انہیں میسر ہے ذات تازہ جو خود کو تجھ میں مٹا رہے ہیں
نفس نفس میں صفات تازہ' ممات تازہ حیات تازہ

کرم خوشیاں ہیں ستم کاریاں

کرم کوشیاں ہیں ستم کاریاں ہیں
بس اک دل کی خاطر یہ تیاریاں ہیں

چمن سوز گلشن کی گلکاریاں ہیں
یہ کس سوختہ دل کی چنگاریاں ہیں

نہ بے ہوشیاں اب نہ ہشیاریاں ہیں
محبت کی تنہا فسوں کاریاں ہیں

نہ وہ مستیاں ہیں نہ سر شاریاں ہیں
خودی کا ہی احساس خود واریاں ہیں

محبت اثر کرتی ہے چپکے چپکے
محبت کی خاموش چنگاریاں ہیں

تغافل ہے اک شان محبوب لیکن
تغافل میں پنہاں خبر داریاں ہیں

کہاں ہیں! کہاں تازہ اشعار رنگیں
تری اک توجہ کی گلکاریاں ہیں

ازل سے ہے صرف دعا ذرہ ذرہ
خدا جانے کیا کچھ طلب گاریاں ہیں

قدم ڈگمگائے نظر بہکی بہکی
جوانی کا عالم ہے سرشاریاں ہیں

کہاں پھر یہ مستی؟ کہاں ایسی ہستی؟
جگر کی جگر تک ہی مےخواریاں ہیں

◆◆◆

خطاؤں سے پہلے پشیمانیاں

خطاؤں سے پہلے پشیمانیاں ہیں
محبت کی معصوم نادانیاں ہیں

قیامت تری جلوہ سامانیاں ہیں
جدھر دیکھتا ہوں پریشانیاں ہیں

تجسس میں شامل تحیر میں پنہاں
نظر سوزیاں ہیں نگہبانیاں ہیں

محبت کے جلوے نہیں حسن سے کم
انہیں بھی میرے ساتھ حیرانیاں ہیں

در بست کدہ اور سجدوں پہ سجدے
جگر واہ کیا خوب سامانیاں ہیں

◆◆◆

نیاز و ناز کے جھگڑے مٹائے

نیاز و ناز کے جھگڑے مٹائے جاتے ہیں
ہم انہیں اور وہ ہم میں سمائے جاتے ہیں

یہ ناز حسن تو دیکھو کہ دل کو تڑپا کر
نظر ملاتے نہیں، مسکرائے جاتے ہیں

رواں دواں لئے جاتی آرزوئے وصال
کشاں کشاں ترے نزدیک آئے جاتے ہیں

کہاں منازل ہستی؟ کہاں ہم اہل فنا
ابھی کچھ اور یہ تہمت اٹھائے جاتے ہیں

الہی ترک محبت بھی کیا محبت ہے
بھلاتے ہیں انہیں وہ یاد آئے جاتے ہیں

سنائے تھے لب سے کسی نے جو نغمے
لب جگر سے مکرر سنائے جاتے ہیں

◆◆◆

کیا غرض مجھ کو ترے دل پہ

کیا غرض مجھ کو ترے دل پہ اثر کہ ہے نہیں
میں پرستار محبت ہوں خبر ہے کہ نہیں

میں نہ کھاؤں گا کبھی حسن تغافل کے فریب
مری جانب تری در پردہ نظر ہے کہ نہیں

وصل کہتے ہیں جسے اس کی حقیقت معلوم
ورنہ اک سلسلہ شام و سحر ہے کہ نہیں

پوچھتا پھرتا ہوں اک ایک سے اس کوچے میں
جس کا دیوانہ ہوں اس کو بھی خبر ہے کہ نہیں

لے اٹھا جاتا ہوں میں جھاڑ کے دامن اپنا
پھر نہ کہنا مرا دیوانہ جگر ہے کہ نہیں

◆◆◆

ترے بیاں میں قاصد کچھ

ترے بیاں میں قاصد کچھ اشتباہ نہیں
جز ایں قدر کہ یہ فرسودہ نگاہ نہیں

نہ ہو جو حسن کی ہم پر کوئی نگاہ نہیں
ہم اہل عشق ہیں پابند رسم رواہ نہیں

جفائے حسن کا صدقہ سزائے حسن کی خیر
گناہ عشق سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں

انہیں بھی دست بہ دل بیقرار دیکھ لیا
سنا تھا! عشق کی آنکھیں تو ہیں نگاہیں نہیں

◆◆◆

دل حریف حال و بے حالی

دل حریف حال و بے حالی نہیں
اس چمن کا اب کوئی مالی نہیں

اللہُ اللہ تیرے غم کی وسعتیں
کوئی عالم درد سے خالی نہیں

حسن ہے اس طرح سرگرم خرام
عشق کو احساس پامالی نہیں

عشق رنگ حسن سے ہے بے نیاز
حسن کیف عشق سے خالی نہیں

شوق بھی دل میں رہے ہمراہ دوست
اب تو اتنی بھی جگہ خالی نہیں

◆◆◆

لفظ معنے میں نہیں جلوہ

لفظ معنے میں نہیں جلوہ و صورت میں نہیں
عشق اک چیز ہے جو چرخ حکایت میں نہیں

جلوہ پھر جلوہ ہے نظارہ ہے پھر نظارہ
حیرت آئینے میں ہے آئینہ حیرت میں نہیں

یوں بھی تکمیل غم عشق ہو کرتی ہے
اس کی قیمت میں ہوں جو مری قیمت میں نہیں

ہر نفس میں ہے یہاں جلوہ نو کا عالم
غم فرصت بھی مرا اب غم فرقت میں نہیں

◆◆◆

غمِ عاشقی کا صلہ

غمِ عاشقی کا صلہ چاہتا ہوں
خود اپنی نظر سے گرا چاہتا ہوں

بلا پر نزولِ بلا چاہتا ہوں
سزاوار غم ہوں، سزا چاہتا ہوں

محبت بقیدِ وفا چاہتا ہوں
بڑا نا سمجھ ہوں یہ کیا چاہتا ہوں

وہ یوں پرسشِ شوق فرما رہے ہیں
کوئی خود یہ کہدے سزا چاہتا ہوں

طلسمِ تمنا سمجھ میں نہ آیا
کوئی مجھ کو سمجھائے کیا چاہتا ہوں

محبت ہی اپنا بھی مذہب ہے لیکن
طریقِ محبت جدا چاہتا ہوں

◆◆◆

محبت میں کیا یہ ستم

محبت میں کیا یہ ستم دیکھتے ہیں
بہت فرصت شوق کم دیکھتے ہیں

غم و درد و رنج الم دیکھتے ہیں
محبت دکھاتی ہے جو ہم دیکھتے ہیں

وہاں اپنی ہستی کو ہم دیکھتے ہیں
جہاں موت کا سر قلم دیکھتے ہیں

تجھے بھی کسی دن سمجھنا ہے ظالم
ابھی اور اے چشم نم دیکھتے ہیں

غنیمت تھا حرمان امید افزا
سو یہ حال بھی اب تو کم دیکھتے ہیں

نہ جانے محبت ہے کیا چیز لیکن
بڑی ہی محبت سے ہم دیکھتے ہیں

◆◆◆

محبت کی محبت تک ہی

محبت کی محبت تک ہی جو دنیا سمجھتے ہیں
جو صرف اتنا سمجھتے ہیں وہ آخر کیا سمجھتے ہیں

جمال رنگ و بو تک حسن کی دنیا سمجھتے ہیں
جو صرف اتنا سمجھتے ہیں وہ آخر کیا سمجھتے ہیں

مے و مینا کے پردے ان کو دھوکا دے نہیں سکتے
ازل کے دن سے جو راز مے مینا سمجھتے ہیں

خبر اس کی نہیں ان خام کاران محبت کو
اسی کو دکھ بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

فضائے نجد ہو یا قیس عامر اے جگر ہم تو
جو کچھ ہے ہم اسے عکس رخ لیلےٰ سمجھتے ہیں

◆◆◆

رند جو مجھ کو سمجھتے ہیں

رند جو مجھ کو سمجھتے ہیں انہیں ہوش نہیں
میکدہ ساز ہوں میکدہ بر ہوش نہیں

کونسا جلوہ یہاں آتے ہی بے ہوش نہیں
دل مرا دل ہی کوئیں ساغر سرجوش نہیں

حسن سے عشق جدا ہے نہ جدا عشق سے حسن
کونسی شے ہے؟ جو آغوش در آغوش نہیں

مٹ چکے ذہن سے یاد گذشتہ کے نقوش
پھر بھی ایک چیز ہے ایسی کہ فراموش نہیں

کبھی ان مدبھری آنکھوں سے پیا تھا اک جام
آج تک ہوش نہیں ہوش نہیں ہوش نہیں

عشق اگر حسن کے جلووں کا ہے مرہون کرم
حسن بھی عشق کے احساس سے سبکدوش نہیں

محو تسبیح تو سب ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی خود ہی عبادت ہے مگر ہوش نہیں

مل کے اک بار گیا ہے کوئی جس دن سے جگر
مجھ کو یہ وہم ہے جیسے ہر آغوش نہیں

◆◆◆

مر کے بھی کب تک نگاہ شوق

مر کے بھی کب تک نگاہ شوق کو رسوا کریں
زندگی کو کہاں پھینک آئیں آخر کیا کریں

جذب دل ممکن نہیں تو چشم دل ہی وا کریں
وہ ہمیں دیکھیں نہ دیکھیں ہم انہیں دیکھا کریں

دیکھنے کیا شور اٹھتا ہے حریم ناز سے
سامنے آئنہ رکھ کر خود کو اک سجدہ کریں

ہائے یہ مجبوریاں محرومیاں ناکامیاں
عشق آخر عشق ہے تم کیا کرو ہم کیا کریں

عشق خود اپنی جگہ عین حقیقت ہے جگر
عشق ہی میں کیوں نہ شان دلبری پیدا کریں

جب اپنا اپنا غم احباب سے

جب اپنا اپنا غم احباب سے احباب کہتے ہیں
بہت بیتاب سنتے ہیں بہت بیتاب کہتے ہیں

زمانے پھر کی دولت کو غم جاناں سے کیا نسبت
یہی نعمت ہے وہ نعمت جسے نایاب کہتے ہیں

الٰہی آگ ہی لگ جائے تاثیر محبت کو
وہ آج اپنا بھی غم یا دیدہ پر آب کہتے ہیں

محبت جن کی اک اک موج میں لہریں نہ لیتی ہو
ہم ایسے آنسوؤں کو گوہر بے آب کہتے ہیں

ہمار بھی زمانہ تھا کبھی اے عشق سنتے ہیں
ہمارے پاس بھی تھا اک دل بیتاب کہتے ہیں

محبت کی ہر اک موج بلا ہے بحر بے پایاں
خوشا وہ اہل ہمت پھر بھی جو پایاب کہتے ہیں

کبھی پانی بھی جن آنکھوں کے ماروں نے نہیں مانگا
انہیں آنکھوں کے ماروں کو جگر سراب کہتے ہیں

◆◆◆

اللہ اللہ عشق کی رضائیاں

اللہ اللہ عشق کی رعنائیاں
حسن خود لینے لگا انگڑائیاں

ہائے وہ غم کی کرم فرمائیاں
بھیگی راتیں اور وہ تنہائیاں

عشق ہے ہر موئے تن سے نغمہ زن
بج رہی ہے ہر طرف شہنائیاں

کوئی دیکھے تو حریم شوق میں
خلوتوں کی انجمن آرائیاں

یاد ظالم کو تم اپنی روک لو
لوٹے لیتی ہے مری تنہائیاں

دل کی چوٹیں ابھری آتی ہیں تمام
عشق کی چلنے لگیں پروائیاں

حسن کی جان توجہ بن گئیں
بڑھتے بڑھتے عشق کی رسوائیاں

سامنے جیسے وہ خود ہیں جلوہ گر
اللہُ اللہ یہ تجاب آرائیاں

خود بڑھے آتے ہیں وہ میری طرف
کوئی دیکھے تو مری پسپائیاں

اب کہاں انسان جسے انسان کہیں
چلتی پھرتی دیکھ لو پرچھائیاں

غیر تو غیر اپنے سائے بھی ہم
دیکھتا اس دل کی وحشت زائیاں

یاد ہے اب تک جگر آغاز عشق
شب ہمہ شب وہ خیال آرائیاں

◆◆◆

عشق کی بڑھنے تو دو بربادیاں

عشق کی بڑھنے تو دو بربادیاں
کام آئیں گی یہ صحرا زادیاں

اس نگاہِ ناز ہی سے پوچھیے
اک اسیرِ شوق کی صیادیاں

خود نہ تھی اپنی بھی جب تجھ کو خبر
یاد کرے عشق! وہ آزادیاں

کشورِ دل میں ہی گھٹ کر رہ گئیں
کیسی کیسی نازنیں شہزادیاں

عشق خود کرتا ہے اعلانِ شکست
حسن کو دیجیے مبارک بادیاں

◆◆◆

نگاہوں کا مرکز بنا

نگاہوں کا مرکز بنا جا رہا ہوں
محبت کے ہاتھوں لٹا جا رہا ہوں

میں قطرہ ہوں لیکن بہ آغوش دریا
ازل سے ابد تک بہا جا رہا ہوں

وہی حسن جس کے ہیں یہ سب مظاہر
اسی حسن میں حل ہوا جا رہا ہوں

نہ ادراک ہستی، نہ احساس ہستی
جدھر چل پڑا ہوں چلا جا رہا ہوں

نہ صورت نہ معنیٰ نہ پیدا نہ پنہاں
یہ کس حسن میں گم ہوا جا رہا ہوں

◆◆◆

عہد رنگیں کی یادگار

عہد رنگیں کی یادگار ہوں میں
یعنی اپنا ہی سوگوار ہوں میں

آ کہ بیتاب انتظار ہوں میں
دل کی اک آخری پکار ہوں میں

ذرہ آستان یار ہوں میں
صدمہ و مہر درکنار ہوں میں

میری ہستی کا واہ کیا کہنا
تیری ہستی کا پردہ دار ہوں میں

نہ سہی تو ترا خیال تو ہے
یوں بھی فردوس درکنار ہوں میں

مجھ کو رنگ خزاں سمجھ کے نہ دیکھ
مژدہ آمد بہار ہوں میں

◆◆◆

جو نہ کعبے میں محدود

جو نہ کعبے میں محدود نہ بت خانے میں
ہائے وہ ادراک اجڑے ہوئے کا شانے میں

سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے میخانے میں
خلد شیشے میں ہے فردوس ہے پیمانے میں

حرم و دیر میں رندوں کا ٹھکانا ہی نہ تھا
وہ تو یہ کہیے اماں مل گئی میخانے میں

بام پر آ کر اٹھا دو رخ تاباں سے نقاب
اک اضافہ ہی سہی طور کے افسانے میں

مشورے ہوتے ہیں جو شیخ و برہم میں جگر
رند سن لیتے ہیں بیٹھے ہوئے میخانے میں

◆◆◆

شاغرفطرت ہوں میں جب فکر

شاغر فطرت ہوں میں جب فکر فرماتا ہوں میں
روح بن کر ذرے ذرے میں سما جاتا ہوں میں

آ کہ تجھ بن اس طرح اے دوست گھبراتا ہوں میں
جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں

جس قدر افسانہ ہستی کو دہراتا ہوں میں
اور بھی بیگانہ ہستی ہوا جاتا ہوں میں

جب مکان و لامکان سب سے گزر جاتا ہوں میں
اللہ اللہ تجھ کو خود اپنی جگہ پاتا ہوں میں

تیری صورت کا جو آئینہ اسے پاتا ہوں میں
اپنے دل پر آپ کیا کیا ناز فرماتا ہوں میں

یک بہ یک گھبرا کے جتنی دور ہٹ آتا ہوں میں
اور بھی اسی شوک کو نزدیک تر پاتا ہوں میں

یاد میں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی مجھکو بھی یاد آتا ہوں میں

ہائے ری مجبوریاں، ترک محبت کے لیے
مجھ کو سمجھاتے ہیں وہ اور ان کو سمجھاتا ہوں میں

تیری محفل تیرے جلوے پھر تقاضا کیا ضرور
لے اٹھا جاتا ہوں ظالم لے چلا جاتا ہوں میں

دل مجسم شعرو نغمہ وہ سراپا رنگ و بو
کیافضائیں ہیں کہ جنہیں حل ہوا جاتا ہوں میں

واہ رے شوق شہادت کوئے قاتل کی طرف
گنگناتا، رقص کرتا، جھومتا جاتا ہوں میں

دیکھنا اس عشق کی یہ طرفہ کار دیکھنا
وہ جفا کرتے ہیں مجھ پر اور شرماتا ہوں میں

ایک دل ہے اور طوفان حوادث اے جگر
ایک شیشہ ہے، کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوں

◆◆◆

الٰہی ایک دعا ہے

الٰہی ایک دعا ہے اگر قبول نہ ہو
بہت غریب یہ دل ہے کبھی ملول نہ ہو

دعائے مرگ تو مانگی ہے؟ آج گھبرا کر
میں کیا کروں گا جو یہ بھی اسے قبول نہ ہو

جسے ہم اپنی محبت کا زخم کہتے ہیں
تیرے ہی عارض رنگیں کا کوئی پھول نہ ہو

کوئی گناہ نہیں شوق دیدہ ذوق نظر
مگر جو فرصت نظارہ گی کو طول نہ ہو

◆◆◆

اور امت سلطان مدینہ

ایک رند ہے اور امت سلطان مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمت سلطان مدینہ

تو صبح ازل آئینہ حسن ازل بھی
اے صل علی صورت سلطان مدینہ

داماں نظر تنگ و فراوانی نظر
اے طلعت حق طلعت سلطان مدینہ

اے خاک مدینہ تیری گلیوں کے تصدیق
تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروف عبادت
دیکھوں میں در دولت سلطان مدینہ

اک ننگ غم عشق بھی ہے منتظر دید
صدقے ترے اے صورت سلطان مدینہ

اے عالم تکویں! ترے اسرار حقیقت
مجملہ ایک آیت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ

اے جان بلب آمدہ ہشیار خبر دار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطان مدینہ

کچھ ہم کو نہیں کام جگر اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ

◆◆◆

میری نظروں میں ہے اک جان

میری نظروں میں ہے اک جان وفا کا نقشہ
کس نے دیکھا ہے؟اس انداز و ادا کا نقشہ

تو نے دیکھا ہی نہیں تجھ سے کہوں کیا زاہد
ہائے ان شوخ نگاہوں میں حیا کا نقشہ

دل میسر ہو تو کیا سیر دو عالم کی ہوس
اسی نقشے میں ہے کل ارض و سما کا نقشہ

آج جھکتی نظر آتی ہے جبین کونین
دیکھنا یار کے نقش کف پا کا نقشہ

پاک رکھ اشک ندامت سے بہر حال جگر
دیکھنا ہے انہیں آنکھوں سے خدا کا نقشہ

◆◆◆

اف یہ تیغ آمائیاں

اف، یہ تیغ آمائیاں توبہ
تیری نازک کلائیاں، توبہ

حسن میں رقص کا سا اک عالم
شوق کی نے نوائیاں، توبہ

اف وہ احساس حسن پہلے پہل
یک بیک کج ادائیاں، توبہ

آستینوں کا وہ چڑھا لینا
گوری گوری کلائیاں، توبہ

بر ملا سکت رنجش باہم
غائبانہ صفائیاں، توبہ

شبنم آلوڈ وہ حسین آنکھیں
رخ پہ اڑتی ہوائیاں، توبہ

رفتہ رفتہ وہ بے پناہ سکوت
سب سے نا آشنائیاں توبہ

نظروں نظروں میں سر گذشت فراق
دونوں جانب دہائیاں توبہ

پھر وہ ایک بیخودی کے عالم میں
مل کے باہم جدائیاں توبہ

ہجو مے اور پھر جناب جگر
پی پلا کر برائیاں توبہ

◆◆◆

کچھ نہ زماں و مکاں کچھ نہ

کچھ نہ زماں و مکاں کچھ نہ سفید نہ سیاہ
اشہد ان لا الہٰ اشہد ان لا الہ

غنچہ و نسریں و گل و انجم و خورشید و ماہ
یہ بھی مری رہ گزر وہ بھی مری گرد راہ

عشق نظر آفریں اور نظر معصیت
عشق تمنا نژاد اور تمنا گناہ

حاصل صد عرض غم مایہ صد عرض شوق
اک مترنم سکوت اک تبسم نگاہ

◆◆◆

دل میں ایک رشک حور

دل میں ایک رشک حور رہتا ہے
پاس رہتا ہے دور رہتا ہے

ہو گیا کیا مرید مے زاہد
اب تو چہرے پہ نور رہتا ہے

پوچھنا ہے یہ ان نگاہوں سے
عشق کیوں ناصبور رہتا ہے

چشم ساقی کی خیر ہو یا رب
بے پئے ہی سرور رہتا ہے

عشق مرنے پہ بھی نہیں مٹتا
یہ تعلق ضرور رہتا ہے

وہی آئیں وہی ہوں میں لیکن
اب دھواں دور دور رہتا ہے

◆◆◆

اک شوق دید بے حد سب کچھ

ایک شوق دید بیحد سب کچھ دکھا رہا ہے
کوئی نہ آرہا ہے کوئی نہ جا رہا ہے

غم عشق کے خزینے خوش خوش لٹا رہا ہے
اس ہاتھ کھو رہا ہے اس ہاتھ پا رہا ہے

آنکھیں بنی ہوئی ہیں میخانہ تصور
ایک مست آرہا ہے ایک مست جا رہا ہے

ان کی وہ آمد آمد اپنا یہاں یہ عالم
اک رنگ آرہا ہے ایک رنگ جا رہا ہے

جب حسن و عشق دونوں رویا کریں گے مجھ کو
وہ بھی جگر! زمانہ نزدیک آ رہا ہے

◆◆◆

اسے حال و قال سے واسطہ

اسے حال و قال سے واسطہ نہ غرض مقام و قیام سے
جسے کوئی نسبت خاص ہو ترے حسن برق خرام سے

مجھے دے رہے ہیں تسلیاں وہ ہر ایک تازہ پیام سے
کبھی آ کے منظر عام پر کبھی ہٹ کے منظر عام سے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے تری فکر سے تری یاد سے ترے نام سے

تری چشم مست کو کیا کہوں کہ نظر نظر ہے فسوں فسوں
یہ تمام ہوش یہ سب جنوں اسی ایک گردش جام سے

یہ کتاب دل کی ہیں آیتیں میں بتاؤں کیا جو ہیں نسبتیں
مرے سجدہ ہائے دوام کو ترے نقش ہائے خرام سے

تو ہزار عذر کرے مگر ہمیں رشک ہے ار ہی کچھ جگر
ترے اضطراب نگاہ سے تری احتیاط کلام سے

اب مرے سامنے ٹھہرے تو

اب مرے سامنے ٹھہرے تو گلستان کوئی
ہو چلا ہے مری صورت سے نمایاں کوئی

اور کیا چاہتی ہے بلبل شوریدہ مزاج
پردہ گل میں ہے خود چاک گریباں کوئی

یک بیک سامنے آیا نہ کرو بے پردہ
لے کے اڑ جائے نہ یہ عالم امکاں کوئی

غنچے اس کے ہیں بہاریں اس کی
خون سے اپنے بناء جو گلستان کوئی

نگہ یار کے مخصوص اشاروں کے سوا
مذہب عشق میں ہے کفر نہ ایماں کوئی

چاہیے تیرے تصور سے بھی ایسے میں گریز
کیوں کرے تجھکو شریک غم ہجراں کوئی

ہائے وہ حسن کا انداز کہ جس وقت جگر
عشق کے بھیس میں ہوتا ہے نمایاں کوئی

◆◆◆

نظر فروز رہے

نظر فروز رہے سامعہ نواز رہے
زہے مجاز کہ وہ زینت مجاز رہے

کھلا یہ راز تری جلوہ گاہ قربت میں
جو تجھ سے دور رہے آشنائے راز رہے

جبیں سجدہ میں ایسی کبھی تڑپ تو نہ تھی
وہ اج خود بھی ی مگر شامل نماز رہے

تری امامت غم کا تو حق ادا کرلوں
خدا کرے شب فرقت ابھی دراز رہے

ترے سوا تری محفل سے کیا غرض مجھکو
خروش نغمہ رہے یا سکوت ساز رہے

جراحتیں دل بسمل کی روح تک پہنچیں
واز دستِ قاتل ابھی دراز رہے

یہ حکم خاص ہے ساقی کا آج محفل میں
جگر سا ایک بھی کافر نہ پاکباز رہے

◆◆◆

کچھ اس طرح وہ پسِ پردہ

کچھ اس طرح وہ پسِ پردہ مجاز رہے
حجاب ساز میں جیسے نوائے ساز رہے

محبت اصل حقیقت، محبت اصل مجاز
وہ کم نظر تھے جو بیگانہ مجاز رہے

ترے نثار عطا کردہ اک لطیف خلش
تمام عمر محبت کو جس پہ ناز رہے

نگاہِ ناز سے چھلکا رہا ہے مے کوئی
وہ پاکباز نہیں، اب جو پاکباز رہے

زمانہ آج ہی غرقِ شراب تھا زاہد
کچھ اور دیر جو وہ چشمِ نیم باز رہے

دکھاؤں عشق کی خود داریاں جگر میں بھی
جو ایک بات پہ قائم غرور ناز رہے

◆◆◆

ملا کے آنکھ محروم ناز

ملا کے آنکھ محروم ناز رہے دے
تجھے قسم جو مجھے پاکباز رہنے دے

گلے سے تیغ ادا کو جدا نہ کر قاتل
ابھی یہ منظر راز و نیاز رہنے دے

قتیل غمزہ خوں ریز ہوں قصور معاف
اشارہ نگہ دلنواز رہنے دے

بجھا نہ آتش پنہاں کرم کے چھینٹوں سے
دل جگر کو مجسم گداز رہنے دے

◆◆◆

مجھے ہلاک فریب مجاز

مجھے ہلاک فریب مجاز رہنے دے
نہ چھیڑ رنگ امتیاز رہنے دے

میں راز عشق کو بیگانہ جہاں رکھوں
مگر جو مصلحت حسن ناز رہنے دے

اسے نہ آئینہ سمجھو وہ اور ہی شے ہے
جس آئینہ کو خود آئینہ ساز رہنے دے

لٹا دے دولت کونین اور میرے لئے
بس اک تبسم عاجز نواز رہنے دے

گذرتی ہے جو دل عشق پر نہ پوچھ جگر
یہ خاص راز محبت ہے راز رہنے دے

◆◆◆

حال بھی ماورائے حال

حال بھی ماورائے حال بھی ہے
عشق ممکن بھی ہے محال بھی ہے

پھر بھی تجھ سے ہزار شکوے ہیں
جانتا ہوں مرا خیال بھی ہے

چھائے جاتے ہیں درد دل بن کر
اس پہ تاکید ضبط حال بھی ہے!

دل کو برباد کر کے بیٹھا ہوں
کچھ خوشی بھی ہے کچھ ملال بھی ہے

لاکھ رسوا سہی جگر! لیکن
خوش نظر بھی ہے خوش خیال بھی ہے

◆◆◆

کیا سیر کیجئے دنیائے رنگ

کیا سیر کیجئے دنیائے رنگ و بو کی
مہلت نہ آرزو کی، فرصت نہ جستجو کی

تو وہ بہار تازہ دنیائے رنگ و بو کی
ایک بار جس نے دیکھا تا حشر آرزو کی

طے منزلیں ہوئی ہیں یوں عشق آرزو کی
کچھ میں نے جستجو کی کچھ اس نے آرزو کی

اب کیا جواب دوں میں کوئی مجھے بتائے
وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کیوں میری آرزو کی

عالم سے چھپنے والے! معلوم تیرا چھپنا
سو بار تجھ کو دیکھا سو بار گفتگو کی

پردہ جب اٹھ گیا ہے، دیکھا یہی ہے اکثر
اپنی ہی آرزو میں، اپنی ہی جستجو کی

عین شگفتگی ہی حسن شگفتگی ہے
چاک قبائے گل کو حاجت نہیں رفو کی

تو خوب جانتا ہے او جان و دل کے مالک
ہر حال میں جگر نے تیری ہی آرزو کی

◆◆◆

یہ مے کشی ہے تو پھر

یہ مے کشی ہے تو پھر شانِ میکشی کیا ہے
بہک نہ جائے جو پی کر وہ رند ہی کیا ہے

میں زہر مرگ گوار کروں کہ تلخیٔ زیست
مری خوشی تو ہے سب کچھ تری خوشی کیا ہے

یہ درس میں نے لیا مکتبِ محبت سے
کسی طرح بہل جائے زندگی کیا ہے

اسی کے واسطے مے بھی ہے مے کشی بھی جگر
خبر نہیں جسے مے کیا ہے مے کشی کیا ہے

◆◆◆

شائستہ غرور تمنا

شائستہ غرور تمنا نہ کیجئے
ایسی نگاہ سے مجھے دیکھا نہ کیجئے

وعدہ تو کیجئے مگر ایسا نہ کیجئے
محدود وصل شوق کی دنیا نہ کیجئے

رعنائی خیال کی رسوا نہ کیجئے
ممکن بھی ہو تو عرض تمنا نہ کیجئے

کیا جانے کب آہ کی تاثیر جاگ اٹھے
گہری نگاہ سے مجھے دیکھا نہ کیجئے

یا دیکھ کر نہ دیکھیے کچھ ماسوائے دوست
یا دیکھنے کی طرح سے دیکھا نہ کیجئے

دیوانہ کر کے دیجیے پھر مجھ کو اذان ہوش
ہشیار کر کے پھر مجھے دیوانہ کیجئے

تفسیر حسن و عشق جگر مصلحت نہیں
افشائے راز قطرہ دور نہ کیجئے

◆◆◆

محبت میں جدھر دیکھو بہار

محبت میں جدھر دیکھو بہار جاودانی ہے
ہجوم رنگ و بو ہے حسن و نغمہ ہے جوانی ہے

جنون عشق میں حاصل یہ لطیف زندگانی ہے
نظر کو دل سے اور دل کو نظر سے بدگمانی ہے

الٰہی بھیجدے ایسے میں اس جان تمنا کو
سکوت شب کا سناٹا ہے اور دل کی کہانی ہے

ترے جور مسلسل کی قسم او پوچھنے والے
جگر کے حال پر تیرا کرم ہے مہربانی ہے

◆◆◆

جنون عشق کا اتنا

جنون عشق کا اتنا تو حق ادا کرتے
اسے بھی اپنی طرح عالم آشنا کرتے

یہ کیا مجال کہ ہم ترک التجا کرتے
دہن کو سی بھی جو لیتے نظر کو کیا کرتے

یقین کرو کہ تمہاری جگہ جو ہم ہوتے
محبتوں کے خزانے لٹا دیا کرتے

حجاب نے انہیں رکھا حجاب میں ورنہ
جب آتے سامنے اپنا ہی سامنا کرتے

وہ عرض شوق پر اے کاش اور کچھ نہ سہی
نگاہ نیچی کئے مسکرا دیا کرتے

نہ انتہا ہے نہ کچھ بتدا کی
جو انتہا کوئی ہوتی تو ابتدا کرتے

نہیں جو وصل میسر نصیب سحر تو ہے
ہم اپنے فرق کا ان سے ملال کیا کرتے

◆◆◆

عشق کی حد سے نکلتے

عشق کی حد سے نکلتے، پھر یہ منظر دیکھتے
کاش حسن یار کو ہم حسن بن کر دیکھتے

غنچہ و گل دیکھتے یا ماہ و اختر دیکھتے
تم نظر آتے ہمیں، ہم کوئی منظر دیکھتے

مل گئیں نظروں سے نظریں اور ملکر رہ گئیں
چشم ساقی دیکھ کر کیا جام و ساغر دیکھتے

تشنگان دید جلوہ ہیں ہمیں سمجھائے ہے کیا
تم اگر صورت دکھاتے جان دیکر دیکھتے

زاہد مسجد نشیں ہے اور ایک ٹوٹا سا ظرف
میکدے میں اہتمام جام و ساغر دیکھتے

یا مذاق کی تہمت نہ لیتے اے جگر
یا مجسم دل سراپا آنکھ بن کر دیکھتے

◆◆◆

کیا برابر کا محبت میں اثر

کیا برابر کا محبت میں اثر ہوتا ہے
دل اِدھر ہوتا ہے ظالم نہ اُدھر ہوتا ہے

میں گنہگار جنوں میں نے یہ مانا لیکن
کچھ اُدھر سے بھی تقاضائے نظر ہوتا ہے

کون دیکھے اسے بیتاب محبت اے دل
تو وہ نالے ہی نہ کر جن میں اثر ہوتا ہے

خوشا بے داد خون حسرت بیداد ہوتا ہے
ستم ایجاد کرتے ہو کرم ایجاد ہوتا ہے

بظاہر کچھ نہیں کہتے مگر ارشاد ہوتا ہے
ہم اس کے ہیں جو ہم پر ہر طرح فریاد ہوتا ہے

مرے ناشاد رہنے پر وہ جب ناشاد ہوتا ہے
بتاؤں کیا جو میرا عالم فریاد ہوتا ہے

یہی ہے راز آزادی جہاں تک یاد ہوتا ہے
کہ نظریں قید ہوتی ہیں تو دل آزاد ہوتا ہے

دل عاشق بھی کیا مجموعہ اضداد ہوتا ہے
ادھر آباد ہوتا ہے ادھر برباد ہوتا ہے

نگاہیں کیا کہ پہروں دل بھی واقف ہو نہیں سکتا
زبان حسن سے ایسا بھی کچھ ارشاد ہوتا ہے

کوئی حد ہی نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

◆◆◆

یوں بھی مجھے تو حاصل آرام

یوں بھی مجھے تو حاصل آرام جاں نہیں ہے
اب تو جو مہربان ہے دل مہرباں نہیں ہے

دل کی جراحتوں کو کچھ دل ہی جانتا ہے
ظاہر میں دیکھیے تو کوئی نشاں نہیں ہے

شاید تری نظر سے کچھ راز دل سمجھ لوں
کہتے ہیں عشق جس کو میری زباں نہیں ہے

جو کچھ میں دیکھتا ہوں میری نظر سے دیکھو
عین مشاہدہ ہے وہم و گماں نہیں ہے

تیرے کرم کے صدقے کر لے ستم بھی شامل
دل شاد ماں ہے لیکن غم شادماں نہیں ہے

◆◆◆

وہ کون ہے ایسا کہ تری

وہ کون ہے ایسا کہ تری شکل دکھا دے
احسان ہے اس کا جو مجھے مجھ سے ملا دے

ہاں جذب غم عشق کی تاثیر دکھا دے
مجبور نہ بن حسن کو مجبور بنا دے

اے جان دو عالم! ترے عالم کے تصدق
اپنا جو بنایا ہے تو اپنا سا بنا دے

جنت میں بھی ایسا تو نہ ہو گل خنداں
اے زخم جگر! بیت قاتل کو دعا دے

◆◆◆

اے حسن یار شرم یہ کیا

اے حسن یار شرم یہ کیا انقلاب ہے
تجھ سے زیادہ درد ترا کامیاب ہے

تیری عنایتیں کہ نہیں نذر جان قبول
تیری نوازشیں کہ زمانہ خراب ہے

میں عشق بے نیاز ہوں تم حسن بے پناہ
میرا جواب ہے نہ تمہارا جواب ہے

میخانے ہے اسی کا یہ دنیا اسی کی ہے
جس تشنہ لب کے ہاتھ میں جام شراب ہے

اس سے دل تباہ کی روداد کیا کہوں
جو یہ نہ سن سکے کہ زمانہ خراب ہے

اے محتسب! نہ پھینک مرے محتسب نہ پھینک
ظالم شراب ہے، ارے ظالم شراب ہے

اپنے حدود سے نہ بڑھے کوئی عشق میں
جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے

وہ لاکھ سامنے ہوں مگر اس کا کیا علاج
دل مانتا نہیں کہ نظر کامیاب ہے

میری نگاہ شوق بھی کچھ نہیں مگر
پھر بھی ترا شباب ترا ہی شباب ہے

مانوس اعتبار کرم کیوں کیا مجھے
اب ہر خطائے شوق اسی کا جواب ہے

میں اس کا آئینہ ہوں وہ ہے میرا آئینہ
میری نظر سے اس کی نظر کامیاب ہے

تنہائی فراق کے قربان جایئے
میں ہوں خیال یار ہے چشم پر آب ہے

سرمایہ فراق جگر آہ کچھ نہ پوچھ
اب جان ہے سو اپنے لئے خود عذاب ہے

◆◆◆

سنتا ہوں ہر حال میں کہ وہ

سنتا ہوں ہر حال میں کہ وہ دل کی قریں ہے
جس حال میں ہوں اب مجھے افسوس نہیں ہے

زاہد مگر اس رمز سے آگاہ نہیں ہے
سجدہ ہی سجدہ ہے کو جو ننگ جبیں ہے

جس دل میں تری یاد ہے تو صدر نشیں ہے
وہ دل بھی حسیں اس کی محبت بھی حسیں ہے

وہ آئے ہیں اے دل ترے کہنے کا یقیں ہے
لیکن میں کیا مجھے فرصت ہی نہیں ہے

جس رنگ میں دیکھو اسے وہ پردہ نشیں ہے
اور اس پہ یہ پردہ ہے کہ پردہ نہیں ہے

ہر ایک مکاں میں کوئی اس طرح مکیں ہے
پوچھو تو کہیں بھی نہیں دیکھو تو نہیں ہے

ہر لحظہ نیا جلوۂ نئی آنٗ نئی شان
میری نگہ شوق بھیٗ گیا شوخ حسین ہے

میں اور ترے ہجر جفاکار کے صدقے
اس بات پہ جیتا ہوں کہ مرنے کا یقین ہے

اس بزم حقیقت کی حقیقت میں کہوں کیا
نغموں کا تلاطم تو ہے آواز نہیں ہے

کس کس سے ترے عشق میں و امن کو چھڑاؤں
کونین ہے اور یک مری جان حزیں ہے

◆◆◆

تڑپ کر نہیں تڑپا

تڑپ کر نہیں تڑپا رہا ہے
قیامت پہ قیامت ڈھا رہا ہے

عجب عالم سا دل پر چھا رہا ہے
حسیں جیسے کوئی شرما رہا ہے

گلے مل کر وہ رخصت ہو رہے ہیں
کچھ ان کو دل مرا سمجھا رہا ہے

کلی کوئی جہاں پر کھل رہی ہے
وہیں ایک پھول بھی مرجھا رہا ہے

طبیعت ہے کہ ٹھہری جا رہی ہے
زمانہ ہے کہ گزرا جا رہا ہے

مری رو داد غم وہ سن رہے ہیں
تبسم سا لبوں پر آ رہا ہے

غم دل کو خدا آباد رکھے
نشاط سرمدی برسا رہا ہے

ملا ہے آج اذن باریابی
ہر اک پردہ اٹھایا جا رہا ہے

جگر ہی کا نہ ہوا فسانہ کوئی
درو دیوار کو حال آ رہا ہے

◆◆◆

دل کو جب دل سے راہ

دل کو جب دل سے راہ ہوتی ہے
آہ ہوتی ہے واہ ہوتی ہے!

اک نظر دل کی سمت دیکھ تو لو
کیسی دنیا تباہ ہوتی ہے

کیا خبر تھی کہ عشق کے ہاتھوں
ایسی حالت تباہ ہوتی ہے

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے
دیکھو دنیا تباہ ہو رہی ہے

حاصل حسن و عشق کی بھی نگاہ
سخت کافر نگاہ ہوتی ہے

حسن کو بھی جو رنگ دیتی ہے
ایک سادہ نگاہ ہوتی ہے

درد بے وجہ کو نہ چھیڑ جگر
یہ خوشی گاہ گاہ ہوتی ہے

◆◆◆

خار کو گل اور گل کو خار

خار کو گل اور گل کو خار جو چاہے کرے
تو نے جو چاہا کیا اے یار جو چاہے کرے

مست بیخود عاقل و ہشیار جو چاہے کرے
شوخیٔ طرز تپاک یار جو چاہے کرے

اس نے یہ کہ کر دیا دل کو فریب جستجو
حشر تک اب عاشق نا چار جو چاہے کرے

تھا ابھی جلوہ ابھی پردہ ابھی کچھ بھی نہیں
آپ کی یہ حسرت دیدار جو چاہے کرے

ہر حقیقت حسن کی ہے بے نیاز اعتراف
اب کوئی اقرار یا انکار جو چاہے کرے

◆◆◆

کیا بتاؤں میں عشق ظالم

کیا بتائیں میں عشق ظالم! کیا قیامت ڈھائے ہے
یہ سمجھ لو جیسے دل سینے سے نکلا جائے ہے

جب نہیں تم! تو تصور بھی تمہارا کیا ضرور
اس سے بھی کہدو! کہ یہ تکلیف کیوں فرمائے ہے

ہائے وہ عالم نہ پوچھو اضطراب عشق کا
یک بیک جس وقت کچھ کچھ ہوش سا آجائے ہے

کس طرف جاؤں؟ کدھر دیکھوں؟ کسے آواز دوں
اے ہجوم نا مرادی! جی بہت گھبرائے ہے

◆◆◆

ہر اک سے بیگانہ بن رہے ہیں

ہر اک سے بیگانہ بن رہے ہیں، کسی کی جانب نظر نہیں ہے
خبر وہ رکھتے ہیں اس طرح سے کہ جیسے کوئی خبر نہیں ہے

فراق بھی ہے، وصال بھی ہے، ہر ایک لحظہ ہر ایک ساعت
فراق کیا ہے، وصال کیا ہے؟ جو کوئی پوچھے خبر نہیں ہے

تجھے نہیں مجھ سے ربط اصلاً یہ میں نے مانا، مگر یہ جتلا
مرے تصور میں کیوں ہے ایسا؟ تری توجہ اگر نہیں ہے

شباب میکش، جمال میکش، خال میکش، نگاہ میکش
خبر وہ رکھیں گے کیا کسی کی؟ انہیں اپنی خبر نہیں ہے

◆◆◆

نظر سے حسن دو عالم

نظر سے حسن دو عالم گرا دیا تو نے
نہ جانے کونسا عالم دکھا دیا تو نے

جواب حسن طلب اور کیا دیا تو نے
تمام شکوہ شکایت بنا دیا تو نے

ہزار جاں گرامی فدا بایں نسبت
کہ میری ذات سے اپنا پتا دیا تو نے

خوشادہ درد محبت زہے وہ دل کہ جسے
ذرا سکون ہوا گد گدا دیا تو نے

ہر ایک دل کو عطا کر کے مدعا حیات
جگر کو اک دل بے مدعا دیا تو نے

◆◆◆

شوق گستاخ کا چہرے پر

شوق گستاخ کا چہرے پر اثر دیکھ نہ لے
ڈر رہا ہوں کہ وہ سفاک ادھر دیکھ نہ لے

اب تو خلوت میں بھی اٹھی نہیں چہرے سے نقاب
ڈر یہ ہے کوئی پس پردہ در دیکھ نہ لے

عاشقوں کی نگہ شوق کہیں جھکتی ہے
دیکھتے ہی رہیں اس کو اگر وہ دیکھ نہ لے

میں تو اس چھپنے کے صدقے کہ اب ضد ہے انہیں
حسن کو عشق کی صورت میں جگر دیکھ نہ لے

◆◆◆

وہ کافر آشنا ناآشنایوں

وہ کافر آشنا' نا آشنا' یوں بھی ہے' اور یوں بھی
ہماری ابتدا تا انتہا' اور یوں بھی ہے' اور یوں بھی

تعجب کیا؟ اگر رسم وفا یوں بھی ہے اور یوں بھی
کہ حسن و عشق کا ہر مسئلہ یوں بھی ہے' اور یوں بھی

کہیں ذرہ کہیں صحرا' کہیں قطرہ' کہیں دریا
محبت اور اس کا سلسلہ یوں بھی ہے' اور یوں بھی

الٰہی کس طرح عقل و جنوں کو ایک جا کر لوں!!
کہ منشائے نگاہ یوں بھی ہے اور یوں بھی

مجازی سے جگر کہہ دو! ارے قور عقل کے دشمن
مقرر ہو یا کوئی منکر' خدا یوں بھی ہے اور یوں بھی

ترے جمال حقیقت کی تاب

ترے جمال حقیقت کی تاب ہی نہ ہوئی
ہزار نگہ کی مگر کبھی نہ ہوئی

ہم اپنی رندی و طاعت پہ خاک ناز کریں
قبول حضرت سلطان ہوئی ہوئی نہ ہوئی

کوئی بڑھے نہ بڑھے ہم تو جان دیتے ہیں
پھر ایسی چشم توجہ ہوئی ہوئی نہ ہوئی

تمام حرف و حکایت تمام دیدہ و دل
اس اہتمام پہ بھی شرح عاشقی نہ ہوئی

کسی کی مست نگاہی نے ہاتھ تھام لیا
شریک حال جہاں میری بے خودی نہ ہوئی

ادھر سے بھی ہے سوا کچھ ادھر کی مجبوری
کہ ہم نے آہ تو کی ان سے آہ بھی نہ ہوئی

خیال یار سلامت تجھے خدا رکھے
ترے بغیر کبھی گھر میں روشنی نہ ہوئی

گئے تھے ہم بھی جگر جلوہ گاہ جاناں میں
وہ پوچھتے ہی رہے ہم سے بات بھی نہ ہوئی

◆◆◆

زخم وہ دل پہ لگا ہے

زخم وہ دل پہ لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپا لیں تو چھپائے نہ بنے

ہائے بیچارگیِ عشق کو اس محفل میں
سر جھکائے نہ بنے آنکھ اٹھائے نہ بنے

کس قدر حسن بھی مجبورِ کشاکش ہے کہ آہ
منہ چھپائے نہ بنے سامنے آئے نہ بنے

ہائے وہ عالمِ پُر شوق کہ جس وقت جگر
اس کی تصویر بھی سینے سے لگائے نہ بنے

◆◆◆

یادِ جاناں بھی عجب

یاد جاناں بھی عجب روح فزا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

نہیں معلوم وہ خود میں کہ محبت انکی
پاس ہی سے کوئی بیتاب صدا آتی ہے

میں تو اس سادگی حسن پہ اس کے صدقے
نہ جفا آئی ہے جس کو نہ وفا آتی ہے

مرگ نا کام محبتؔ میری تقصیر معاف
زیست بن بن کے میرے حق میں قضا آتی ہے

ہائے کیا چیز ہے یہ تکملہ حسن و شباب
اپنی صورت سے بھی اب ان کو حیا آتی ہے

◆◆◆

کون یہ جان تمنا عشق کی منزل

کون یہ جان تمنا عشق کی منزل میں ہے
جو تمنا دل سے نکلی، پھر جو دیکھا دل میں ہے

وہ کچھ اس صورت سے آئے جلوہ دکھاتے ہوئے
میں یہ سمجھا وسعت کونین میرے دل میں ہے

اٹھ گیا، آخر محبت کا بھی پردہ اٹھ گیا
اب نہ میری دل میں حسرت ہے نہ ان کے دل میں ہے

میں ہوا جب سے غریق موج طوفان خیر عشق
ڈوب مرنے کی تمنا سینۂ ساحل میں ہے

دیکھئے کرتی ہے کیا کیا ان کی نظروں میں حقیر
یہ جو ظلمٔ ایک لہو کی بوند اب تک دل میں ہے

بے خوف منزل سے بھی کوسوں نکل آئی جگر
جستجو آوارہ اب تک جادہ منزل میں ہے

آئے زباں پہ راز محبت

آئے زباں پہ راز محبت محال ہے
تم سے مجھے عزیز تمہارا خیال ہے

دل تھا ترے خیال سے پہلے چمن چمن
اب بھی روش روش ہے مگر پائے مال ہے

کم بخت اس جنون محبت کو کیا کروں
میرا خیال ہے نہ تمہارا خیال ہے

آنکھیں تو کھول، سر تو اٹھا، دیکھ تو ذرا
کب سے جگر! وہ چاند سا چہرہ نڈھال ہے

◆◆◆

محبت آپ اپنی ترجماں

محبت آپ اپنی ترجمان ہے
یہی خود چشم و دل لفظ و بیان ہے

نگاہوں میں بہار جاودان ہے
جہاں میں ہوں وہیں اب آشیاں ہے

محبت، دونوں جانب مہرباں ہے
کہ ہم اس سے وہ ہم سے بدگماں ہے

ہماری رفعتوں کا پوچھنا کیا
جہاں رکھ دیں پاؤں آسماں ہے

جو پڑھ سکتا ہے تو پڑھ اے غم دل
کہ ان نظروں میں آج اک داستان ہے

◆◆◆

کچھ اس ادا سے آج وہ

کچھ اس ادا سے آج وہ پہلو نشیں رہے
جب تک ہمارے پاس رہے ہم نہیں رہے

ایمان و کفر اور نہ دنیا و دیں رہے
اے عشق شاد باش کہ تنہا ہمیں رہے

عالم جب ایک حال پہ قائم نہیں رہے
کیا خاک اعتبار نگاہ یقیں رہے

جب تک الٰہی جسم میں جان حزیں رہے
نظریں مری جواں رہیں دل حسیں رہے

یا رب کسی کے راز محبت کی خیر ہو
وسعت جنوں رہے نہ رہے آستیں رہے

جا اور کوئی ضبط کی دنیا تلاش کر
اے عشق! ہم تو اب ترے قابل نہیں رہے

مجھ کو نہیں قبول دو عالم کی وسعتیں
قسمت میں کوئے یار کی دو گز زمین رہے

اللہ ری چشم یار کی معجز بیانیاں
ہر ایک کو ہے گماں کہ مخاطب ہمیں رہے

کس درد سے کسی نے آج بزم میں
اچھا یہ ہے وہ ننگ محبت یہیں رہے

اس عشق کی تلافی مافات دیکھنا
رونے کی حسرتیں ہیں جب آنسو نہیں رہے

◆◆◆

دیکھ لے تو بھی کہ اب خیر

دیکھ لے تو بھی کہ اب خیر نہیں جانوں کی
آج ہولی ہے ترے سوختہ سامانوں کی

چاہتے ہیں نہ رہے حد تعین کوئی
ہائے معصوم ضدیں عشق کی دیوانوں کی

سب جسے کہتے ہیں امانوں کا پورا ہونا
میری نزدیک یہی موت ہے ارمانوں کی

ہر طرف چھا گئے ارماں محبت بن کر
مجھ سے اچھی رہی قسمت مرے افسانوں کی

◆◆◆

عشق کا ہاتھ سے پیمان

عشق کا ہاتھ سے پیمان نہ جانے پائے
جان جائے مگر ایمان نہ جانے پائے

داستان غم ہستی کو مکمل کرنے
ایک بھی عنوان نہ جانے پائے

اشک ہیں حاصل غم غم ہے ودیعت اس کی
باہر آنکھوں سے یہ طوفان نہ جانے پائے

حسن گرم نوازش ہے مگر اے غم دل
رائیگاں عشق کا احسان نہ جانے پائے

جان جائے کہ رہے دیکھ مری جان جگر
عشق کی شانِ تری آن نہ جانے پائے

◆◆◆

اک لفظ محبت کا ادنیٰ

اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانا ہے

ہم عشق کے ماروں کا اتناہی فسانا ہے
رونے کو نہیں کوئی ہنسنے کو زمانا ہے

شاعروں میں شاعر ہوں میرا ہی زمانا ہے
فطرت مرا آئینہ قدرت مرا شانا ہے

کیا حسن نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانا ہے

آنکھو میں نمی سی ہے چپ چپ سے وہ بیٹھے ہیں
نازک سی نگاہوں میں نازک سا فسانا ہے

یا وہ تھے خفا ہم سے یا ہم ہیں خفا ان سے
کل ان کا زمانہ تھا' آج اپنا زمانا نہ

یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

یہ حسن و جمال ان کا یہ عشق و شباب اپنا
جینے کی تمنا ہے مرنے کا زمانا ہے

اشکوں کے تبسم میں آہوں کے ترنم میں
معصوم محبت کا معصوم فسانا ہے

آنسو تو بہت سے ہیں آنکھوں میں جگر لیکن
بندھ جائے سو موتی ہے رہ جائے سو دانا ہے

◆◆◆

عشق ہے نصف الحقیقت کیوں

عشق ہے نصف الحقیقت کیوں پریشان کیجئے
یعنی ہم پر رحم کر کے خود پہ احساں کیجئے

کب تک آخر مشکلات شوق آساں کیجئے
اب محبت کو ہی پہ قرباں کیجئے

چاہتا ہے عشق راز حسن عریاں کیجئے
یعنی خود کھو جایئے ان کو نمایاں کیجئے

حسن کی رسوائیاں بھی حسن سے کچھ کم نہیں
ہو سکے تو مثل بوئے گل پریشاں کیجئے

پھر جنوں سا مانیوں میں کچھ کمی سی آچلی ہے
آج پھر برہم مزاج حسن جاناں کیجئے

اللہ اللہ سنتے ہیں تم ہورگ جاں کے قریب
اب تو ہر نشتر کو پیوست رگ جاں کیجئے

شان رحمت کو نہیں درکار کوئی پیش کش
احتیا طا اکتساب کفر ایماں کیجئے

◆◆◆

خاطر عشق الم کوش ہوئی

خاطر عشق الم کوش ہوئی جاتی ہے
زندگی خواب فراموش ہوئی جاتی ہے

حیرت جلوہ ہم آغوش ہوئی جاتی ہے
آنکھ نظارہ فراموش ہوئی جاتی ہے

ایک منظر ہے کہ آنکھوں میں کھنچا آتا ہے
ایک دنیا ہے کہ روپوش ہوئی جاتی ہے

اف وہ پروانے کہ سمٹے ہی چلے آتے ہیں
ہائے وہ شمع کہ خاموش ہوئی جاتی ہے

بال کھولے ہوئی کون چلا آتا ہے
بزم دل محشر خاموش ہوئی جاتی ہے

مجھ گنہگار کو شکوہ ہے تری رحمت کا
کیوں خطا بخش و خطا پوش ہوتی جاتی ہے

یاد ایامؔ کہ جب پوچھے کہتے تھے جگر
دعوت چشم و لب و گوش ہوئی جاتی ہے

◆◆◆

دل میں تم ہو نزع کا

دل میں تم ہو نزع کا ہنگام ہے
کچھ سحر کا وقت ہے کچھ شام ہے

حسن ہے، نغمہ ہے، مے ہے، جام ہے
اب کہاں اے گردش ایام ہے

کیا اسی کو کہتے ہیں آئین حسن
جو تمہارا ہو گیا ناکام ہے

عشق کے ہاتھوں تری سرکار سے
مل گیا جو کچھ وہی انعام ہے!

پی رہا ہوں آنکھوں آنکھوں میں شراب
اب نہ شیشہ ہے، نہ کوئی جام ہے

وہ سراپا ناز ان سے کیا گلہ
تجھ سے شکوہ گردش ایام ہے!

ایک بوسہ اس لب جاں بخش کا
عمر بھر کے واسطے انعام ہے

کیا جگر سے آپ بھی واقف نہیں
ایک ہی تو رند مے آشام ہے

◆◆◆

پھر وہ ہم سے خفا ہے

پھر وہ ہم سے خفا ہے کیا کہیے
زندگی بے حیا ہے کیا کہیے

چاندنی ہے ہوا ہے کیا کہیے
مفلسی کیا بلا ہے کیا کہیے

پوچھتے ہیں مزاج دل ہم سے
ایک ہی خود نما ہے کیا کہیے

عشق تو عشق حسن سے بیزار
دل کو کیا ہو گیا ہے کیا کہیے

شوق سرتا قدم نگاہ و زباں
وہ مجسم حیا ہے کیا کہیے

آج حال دل تباہ جگر
ہم نے کیونکر سنا ہے کیا کہیے

◆◆◆

کچھ جو پشیماں جفا

کچھ جو پشیماں جفا ہو گئے!
اور وہ گھبرا کے خفا ہو گئے

وہ بھی جو تھے منکر آئین عشق
سنتے ہیں پابند وفا ہو گئے

کچھ مرے چہرے سے کھلے راز عشق
کچھ تری نظروں سے ادا ہو گئے

چپ ہیں وہ یوں سن کے مری عرض شوق
جیسے کہ سچ مچ ہی خفا ہو گئے

◆◆◆

سب پہ تو مہربان ہے

سب پہ تو مہربان ہے پیارے
کچھ ہمارا بھی دھیان ہے پیارے

تو جہاں ناز سے قدم رکھ دے
وہ زمیں آسماں ہے پیارے

ہم سے جو ہو سکا سو کر گزرے
اب ترا امتحان ہے پیارے

کیا کہے حال دل غریب جگر
ٹوٹی پھوٹی زبان ہے پیارے

◆◆◆

جب سے تو مہرباں ہے

جب سے تو مہربان ہے پیارے
اور دل بد گمان ہے پیارے

ان دنوں دل کے رنگ ڈھنگ نہ پوچھ
کچھ عجب آن بان ہے پیارے

وہ بھی ہلکی سی اک نگاہ کرم
دل بہت ناتواں ہے پیارے

تیرا دیوانہ غریب جگر
فخر ہندوستان ہے پیارے

◆◆◆

عشق کی داستان ہے

عشق کی داستاں ہے پیارے
اپنی اپنی زبان ہے پیارے

اس کو کیا کیجیے جو لب نہ کھلیں
یوں تو منہ میں زبان ہے پیارے

میرے اشکوں میں اہتمام نہ دیکھ
عاشقی کی زبان ہے پیارے

کہنے سننے میں جو نہیں آتی
وہ بھی ایک داستان ہے پیارے

کس کو دیکھے سے دل کو چوٹ لگی
کیوں یہ اتری کمان ہے پیارے

ہاں ترے عہد میں جگر کے سوا
ہر کوئی شادماں ہے پیارے

◆◆◆

درد بڑھ کر فغاں نہ ہو

درد بڑھ کر فغاں نہ ہو جائے
یہ زمیں آسماں نہ ہو جائے

ڈر ہے مجھ کو کہ میری عرض سکوت
آپ ہی کی زباں نہ ہو جائے

قسمتوں سے ملا ہے درد حبیب
کہیں آرام جاں نہ ہو جائے

تا کجا انتظار خلد جگر
حور اک دن یہاں نہ ہو جائے

◆◆◆

اداجو آئے وہ بے عیب

ادا جو آئے وہ بے عیب بے قصور آئے
خدا وہ دن نہ کرے آپ کو غرور آئے

ہزار سجدے کرے رات رات بھر زاہد
جو دل ہی صاف نہ ہو کیا جبیں میں نور آئے

کسی کی مست خرامی کا واہ کیا کہنا!
کہ جیسے حافظ شیراز چور چور آئے

مری طرف سے بھی اے کاروان شوق سلام
کہیں جو راہ طلب میں مقام طور آئے

عجیب چیز ہے میخانۂ قصور بھی
یہاں سے ہوش میں پہنچے وہاں سے چور آئے

وہیں سے ہم کو ملا ہے سکون دل کیا کیا
جہاں سے لوگ بہت ہو کے نا صبور آئے

ہزار بار لکھے تو بہاڑ نامہ شوق
ترے بلائے جگر آئے وہ ضرور آئے

◆◆◆

عاشقی امتیاز کیا جانے

عاشقی امتیاز کیا جانے
فرق ناز و نیاز کیا جانے

آئینہ کی نزاکتیں ہے ہے
دست آئینہ ساز کیا جانے

سینہ نے پہ جو گزرتی ہے
وہ لب نے نواز کیا جانے

وہ حقیقت کہ جو گزرتی ہے
لب افسانہ ساز کیا جانے

ہائے گل کاریاں محبت ہے
دامن پاکباز کیا جانے

رہ رو راہ بے خودی ہے جگر
وہ نشیب و فراز کیا جانے

◆◆◆

دل گیا رونق حیات

دل گیا رونق حیات گئی
غم گیا ساری کائنات گئی

تیری باتوں سے آج تو واعظ
وہ جو خواہش تھی نجات گئی

ان کے بہلائے بھی نہ بہلا دل
رائگاں سعی التفات گئی

مرگ عاشق تو کچھ نہیں لیکن
ایک مسیحا نفس کی بات گئی

ہم نے بھی وضع غم بدل ڈالی
جب سے وہ طرز التفات گئی

قید ہستی سے کب نجات جگر
موت آئی اگر حیات گئی

◆◆◆

عشق ہی تنہا نہیں شوریدہ سر

عشق ہی تنہا نہیں شوریدہ سر میرے لئے
حسن بھی بیتاب ہے کس قدر میرے لئے

وقف ہے صیاد کی اک اک نظر میرے لئے
ہاں مبارک یہ شکست بال و پر میرے لئے

گرم ہے ہنگامہ شام و سحر میرے لئے
رات دن گردش میں شمس و قمر میرے لئے

رو رو راہ طلب کو خضر کی حاجت نہیں
ذرہ ہے چراغ رہ گذر میرے لئے

زندگی ایک تہمت بے جا ہے میرے ذات پر
موت اک الزام ناجائز جگر میرے لئے

میں تو ہر حالت میں خوش ہوں لیکن اس کا کیا علاج
ڈبڈبا آتی ہیں وہ آنکھیں جگر میرے لئے

نگاہ شوق جگر وقف چار سو

نگاہ شوق جگر وقف چار سو کیا ہے
جو دل حسین ہو تو دنیائے رنگ و بو کیا ہے

خبر نہیں مجھے میں کیا ہوں آرزو کیا ہے
کسی نے جب سے یہ سمجھا دیا کہ تو کیا ہے

جو دل میں ڈوب نہ جائے وہ گفتگو کیا ہے
جو چھپا نہ جائے وہ پیغام آرزو کیا ہے

یہی خبر نہیں اے وائے عشق و محرومی
کہ آرزو کسے کہتے ہیں جستجو کیا ہے

◆◆◆

محال تھا کہ میں آزاد دو جہاں

محال تھا کہ میں آزاد دو جہاں ہوتا
بقید جسم نہ ہوتا بقید جاں ہوتا

بہار توبہ شکن چشم مست یار مصر
میں آج پی جو نہ لیتا' وہ بدگماں ہوتا

کمال اہل حرم مستند سہی لیکن
کوئی تو با خبر جلوہ بتاں ہوتا

وہ حال دل' لب خاموش سے بھی سنتے ہیں
یہ جتنا تو نہ شرمندہ فغاں ہوتا

تما اٹھ گئے پردے تو اس سے کیا حاصل
مزا تو جب تھا کہ میں بھی نہ درمیاں ہوتا

یہ سب نمود نمائش ہے تیرے چھپنے سے
جو تو نہ پردے میں ہوتا' تو میں کہاں ہوتا

◆◆◆

جنوں میں بھی کیا یہ ساماں

جنوں میں بھی کیا یہ سامان ہو گا
گریباں سے پیدا گریباں ہو گا

یہ کہہ کر دیا اس نے دردِ محبت
"جہاں ہم رہیں گے" یہ ساماں ہو گا

کٹے گی شب غم بڑی راحتوں سے
تری یاد ہو گی ترا دھیان ہو گا

چلو دیکھ آئیں جگر کا تماشا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

◆◆◆

جس کے احترام نے

جس کے احترام نے مارا
عشق بے ننگ و نام نے مارا

عشق کی سادگی ایک طرف
شوق کے اہتمام نے مارا

کاش وہ عمر خضر بن جائے
جن خیالات خام نے مارا

میں نہیں بسمل خیالؔ جگر
حفیظ خوش کلام نے مارا

◆◆◆

جدھر سے حسن کا ایک گوشہ

جدھر سے حسن کا ایک گوشہ نقاب اٹھا
تمام ذرے پکارے وہ آفتاب اٹھا

بھری ہوئی ہیں فضائیں جمال غم سے تمام
گناہگار نظر! لذت عذاب اٹھا

فضائے عشق ہے ساکت ہوائے شوق ہے بخ
کدھر ہے مطرب آتش نوا رباب اٹھا

کوئی خراب تماشا وہاں پہنچ نہ سکا
مگر جو میکدہ عشق سے خراب اٹھا

نسیم شوق یہ لائی جواب نامہ درد
کچھ اور دن ابھی تکلیف و اضطراب اٹھا

مجھے اٹھانے کو آیا ہے واعظ ناداں
جو اٹھ سکے تو مرا ساغر شراب اٹھا

کدھر سے برق چمکتی ہے دیکھیں اے واعظ
میں اپنا ساغر اٹھا ہوں تو کتاب اٹھا

قریب ساعت وصل آ چکی ہے اب تو جگر
بچوڑ دامن تر دیدہ پر آب اٹھا

◆◆◆

ہزاروں قربتوں پر یوں مرا

ہزاروں قربتوں پر یوں مرا مجبور ہو جانا
جہاں سے چاہنا ان کا وہیں ان کا وہیں سے دور ہو جانا

جو کل تک لغزشِ پائے طلب پر مسکراتے تھے
وہ دیکھیں آج ہر نقشِ قدم کا طور ہو جانا

محبت کیا ہے تاثیرِ محبت کس کو کہتے تھے
ترا مجبور کر دینا مرا مجبور ہو جانا

یکا یک دل کی حالت دیکھ کر مرا تڑپ اٹھنا
اسی عالم میں پھر کچھ سوچ کر مسرور ہو جانا

جگر وہ حسنِ یکسوئی کا منظر یاد ہے اب تک
نگاہوں کا سمٹنا اور ہجومِ نور ہو جانا

◆◆◆

ادب شناس محبت دل

ادب شناس محبت دل خراب ہوا
ترا حجاب نہ کرنا بھی، اب حجاب ہوا

کتاب عشق کا مشکل ترین باب ہوا
وہ ایک دور جو محبت صرف خواب ہوا

نگاہ شوق کی جذب وکشش ارے توبہ
جس آئینے پہ نظر کی ترا جواب ہوا

اس ایک دل کی حقیقت کو کوئی کیا جانے
جو لاکھ بار بنا، اور اترتے ہی اضطراب ہوا

نگاہ خاک پہنچی، جمال معنی تک
خیال دل میں اترتے ہی اضطراب ہوا

جہان شوق کی محرومیاں نہ پوچھ جگر
سکون تو کیا! کہ میسر نہ اضطراب ہوا

◆◆◆

رحمت نے مجھ کو مائل عصیاں

رحمت نے مجھ کو مائل عصیاں بنا دیا
یک پیکر حقیقت عریاں بنا دیا

دل کو حریف جلوہ جاناں بنا دیا
میں وہ ہوں جس نے حسن کو حیراں بنا دیا

بربادیوں نے لوٹ کے سامان آرزو
ناکامیاں کو حاصل عرفاں بنا دیا

ساقی کے فیض مست نگاہی کے میں نثار
ایک موج مئے کو رگ جاں بنا دیا

اس کے لیے تو تنگ محبت ہی فخر تھا
تیرا کرم جاں کو جاناں بنا دیا

آج اس نظر نے دل سے کیا یوں معانقہ
سمجھا یہ میں کہ درد کو درماں بنا دیا

ہم بھی ہیں کلمہ گو اسی کافر نگاہ کے
کافر جگر کو جس نے مسلماں بنا دیا

◆◆◆

وارفتگیِ شوق میں حد سے

وارفتگیِ شوق میں حد سے نہ گزر جا
ٹھہر اے جہاں مصلحت عشق ٹھہر جا

تقلید صباح اک روش عام ہے اے دل
تو موج فنا بن کے ابھر اور ٹھہر جا

مجھ سا کوئی دیوانہ تجھے کون ملے گا
آہ اے اجل! تو بھی میرے ساتھ ہی مر جا

قاتل کی نگاہوں میں ہے اک معنیٔ پنہاں
اے جاں بلب آمدہ! کچھ دیر ٹھہر جا

◆◆◆

نہ دیکھا رخ بے نقاب

نہ دیکھا رخ بے نقاب محبت
محبت ہے شاید حجاب محبت

دل ذرہ ذرہ ہے طور تجلی
زہے جلوہ آفتاب اب محبت

سبھی اٹھ گئے دیدہ دل سے پردے
نہ اٹھا مگر اک حجاب محبت

لہو کی ہر اک بوند دل بن گئی ہے
خوشا لذت کامیاب محبت

حدود محبت سے بھی بڑھ گئے ہم
سلامت رہے اضطراب محبت

◆◆◆

ترے جلوہ دن میں گم ہو کر

ترے جلوہ دن میں گم ہو کر، خود سے بخبر ہو کر
تمنا ہے کہ رہ جاؤں از سرتا پا نظر ہو کر

بہار لالہ و گل، شوخی برق و شرر ہو کر
وہ آئے سامنے لیکن حجابات نظر ہو کر

حجاب اندر حجاب و جلوہ اندر جلوہ کیا کہیے
بلا میں پھنس گئے عشاق پابند نظر ہو کر

یہاں تک جذب کر لوں کاش نئے تر حسن کامل کو
تجھی کو سب پکاریں گذر جاؤں جدھر ہو کر

پڑا رہ سبزہ بیگانہ پر تو صورت شبنم
شعاع حسن اڑا لے جائیگی خود بال و پر ہو کر

حریم حسن معنی ہے جگر! کا شانہ اصغر
جو بیٹھو باادب ہو کر، تو اٹھو باخبر ہو کر

مجھ سے سنو مالِ غم

مجھ سے سنو مالِ غم انتہائے عشق
میں ساز عشقوں مری نظریں صدائے عشق

وہ جانتا ہے اس کو جو ہے آشنائے عشق
ہر ذرہ ہے مقام پہ اپنے خدائے عشق

اب کوئی سن س کے تو نے ماجرا ے عشق
اک اک نظر ہے مطرب آفت نوائے عشق

دنیائے آب و گل کی ہوا گرم ہو چلی
کھلے نہ پائے تھے ابھی بند قبائے عشق

◆◆◆

اللہ اللہ اثر انگیزی

اللہ اللہ اثر انگیزی جذب غم کیف
ٹپکا پڑتا ہے نگاہوں سے مری عالم کیف

میں نہ کہتا تھا کہ بے سود ہے اب شان حجاب
پھر وہی تو ہے وہی دل ہے وہی عالم کیف

جذب ہو کر ترے جلووں میں عجب حسن بنا
چھا رہا تھا نگہ شوق یہ جو عالم کیف

کب اے وسعت کونین بھی کافی ہوتی
تو نہ بنتی اگر اے جان حزیں محرم کیف

ایک دن منظر فطرت ہی بدل دے نہ کہیں
یہ تری مست نگاہی یہ مرا عالم کیف

◆◆◆

نالہ پابندِ نفس اے دل

نالہ پابندِ نفس اے دل ناشاد نہیں
یہ تو فریاد کی توہین ہے فریاد نہیں

آنکھ غافل ہے کہ ہے تشنۂ دیدار ہنوز
دل ہے آگاہ کہ خود ہے یہ تری یاد نہیں

تم نے کیوں انجمنِ ناز میں تیور بدلے
دل دھڑکنے کی صدا ہے کوئی فریاد نہیں

دیکھنا بیخودیِ عشق کا اعجاز جگرؔ
کہہ رہا ہوں وہ فسانہ جو مجھے یاد نہیں

◆◆◆

لے کے نکلا ہے مرا جوش

لے کے نکلا ہے مرا جوش لطافت مجھ کو
خوب پہچان لے آج ای مری صورت مجھ کو

لے لیا کامؑ جو لینا تھاؑ غم ہستی نے
گرچہ ثابت نہ ہوئی میری ضرورت مجھ کو

گل ویرانہ کو کیا اہل ہوس سے مطلب
ننگ ہےؑ میری پریشانی نکہت مجھ کو

یوں تو ہونے کو جگر! اور بھی ہیں اہل کمال
خاص ہے حضرت اصغر سے ارادت مجھ کو

◆◆◆

نکلی تڑپ کے آنکھوں سے

نکلی تڑپ کے آنکھوں سے اک موج بے قرار
اب آرزو کہو اے یا جان آرزو

قطرے تمام خون شہیداں کے بن گئے
نقش و نگار پردہ ایوان آرزو

سب کچھ ہوا مگر نہ کھلا آج تک یہ راز
تم جان آرزو ہو کہ ہم جان آرزو

ہاں اس طرف بھی اک نگہ نشتر نواز
کب سے تڑپ رہی رگ جان آرزو

◆◆◆

اندازہ ساقی تھا

اندازہ ساقی تھا، کس درجہ حکیمانہ
ساغر سے اٹھیں موجیں بن کر خط پیمانہ

انجام سے بے پرواہ آغاز سے بیگانہ
پروانے کی دنیا ہے بیتابی پراونہ

شیشے سے نہ رکھ مطلب اے ساقی میخانہ
ان مست نگاہوں سے بھر دے میرا پیمانہ

آجائے اگر اپنی ضد پہ کوئی دیوانہ
خود گرد پھرے آ کر کعبہ ہو کہ بتخانہ

ٹکرا دا شیشوں کو لڑ وا دیا رندوں کو
تجلی نہ کبھی بیٹھی، وہ نرگس مستانہ

◆◆◆

بے نقاب آج تو یوں جلوہ

بے نقاب آج تو یوں جلوہ جاناں ہو جائے
جو جہاں پر وہیں بے خود حیراں ہو جائے

تم سناؤ کسی پردے سے جو اپنی آواز
روح خوابیدہ بھی جسم میں رقصاں ہو جائے

عرش تک ہو نہیں سکتی جو رسائی نہ سہی
یہی انساں کی ہے معراج کہ انساں ہو جائے

عالم ہے بیعت ساقی در میخانہ سے باز
آج ہوتا ہو جسے آ کے مسلماں ہو جائے

خام سمجھو طلب و شوق کا اعجاز جگر
ہر نفس عشق میں جب تک نہ رگ جاں ہو جائے

دل کو کسی کا تابع فرماں

دل کو کسی کا تابع فرماں بنایئے
دشواری حیات کو آساں بنایئے

درماں کو درد، درد کو درماں بنایئے
جس طرح چاہیۓ مجھے حیران بنایئے

پھر دل کو محو جلوہ جاناں بنایئے
پھر شام غم کو صبح درخشاں بنایئے

پھر کیجئے اسی رخ تاباں سے کسب نور
پھر داغ دل کو شبستان بنایئے

پھر پیکر حیات میں بھریئے فنا کا رنگ
پھر جان و دل کو شعلہ بداماں کو شعلہ بداماں بنایئے

برق جمال یار یہ کہتی ہے اے جگر
کون اہل ہوش ہے؟ کسے حیراں بتایئے

◆◆◆

خود اپنے عکس کو اپنے مقام

خود اپنے عکس کو اپنے مقام دیکھنے والے
ذرا آنکھیں تو کھول او نقش باطن دیکھنے والے

نقوش پہ تو رنگینی دل دیکھنے والے
کبھی خود کو بھی دیکھ او خود سے غافل دیکھنے والے

تری صورت کا مظہر ہے ترا ہر پہ تو رنگین
تجھی کو دیکھتے ہیں تیری محفل دیکھنے والے

مری آتش نوائی کا بھی کچھ اندازہ فرمائیں
اسی محفل میں ہونگے نبض دیکھنے والے

مجھے آغوش طوفاں ہی جگر آغوش ماو رہے
وہ کوئی اور ہونگے امن ساحل دیکھنے والے

◆◆◆

اک حسن کا دریا ہے ایک نور

اک حسن کا دریا ہے ایک نور کا طوفان ہے
اس پیکر خاکی میں یہ کون خراماں ہے

اک ساز محبت ہی کل عالم امکاں ہے
تو چھیڑ تو دے ظالم ہر تار رگ جاں ہے

صدقے ترے ہونٹوں کی رنگینی و رعنائی
ایک موج تبسم میں کل راز گلستاں

اللہ تجھے رکھے محفوظ حوادث سے
اے کفر ترے دم تک آرائش ایماں ہے

یہ تربت عاشق ہے ٹھکرا کے نہ چل غافل
اس خاک کا ہر ذرہ خورشید بداماں ہے

◆◆◆

فطرت نے محبت کی اس طرح

فطرت نے محبت کی اس طرح بنا ڈالی
جو قید نظر آئی اک بار اٹھا ڈالی

ہر ذرے کے پیکر میں ایک روح وفا ڈالی
اپنی ہی سی کل دنیا عاشق نے بنا ڈالی

اس جلوہ رنگیں کی دیکھے تو کوئی شوخی
بتخانے کے پردے میں کعبہ کی بنا ڈالی

ہستی جسے کہتے ہیں اک سادہ حقیقت تھی
رنگین نگاہوں نے رنگیں بنا ڈالی

◆◆◆

عشق میں مقصودِ اصلی کو

عشق میں مقصود اصلی کو مقدم کیجے
شرح و تفصیلات پر یعنی نظر کم کیجے

عشق کی عظمت نہ ہر گز جیتے جی کم کیجیے
جان دے دیجیے مگر آنکھیں نہ پرنم کیجے

اپنی ہستی پر نہ طاری کیجے کوئی اثر
دور سے نظارہ حسن دو عالم کیجے

بیخودی میں چھیڑ دیجیے نغمہ ہائے ساز دل
پھر انہیں موجوں پہ خود ہی رقص پیہم کیجے

◆◆◆

احساس عاشقی نے بیگانہ

احساس عاشقی نے بے گانہ کر دیا ہے
یوں بھی کسی نے اکثر دیوانہ کر دیا ہے

تجھ سے خدا ہی سمجھے تو نے کسی کو اے دل
مجھ سے بھی کچھ زیادہ دیوانہ کر دیا ہے

مجھ کو جنوں سے اپنے شکوہ جو ہے تو یہ ہے
میری محبتوں کو افسانہ کر دیا ہے

مجھ سے پوچھتے ہیں یہ شوخیاں تو دیکھ
میرے جگر کو کس نے دیوانہ کر دیا ہے

◆◆◆

ہم سے رندوں کا زمانے سے

ہم سے رندوں کا زمانے سے جدا میخانہ ہے
آسماں خم ہے فضائے آسماں پیمانہ ہے

فیض ساقی نے مجھے لبریز مستی کر دیا
ہر نظر جام و صبو ہے ہر نفس میخانہ ہے

اس تبسم کے تصدق اس تجاہل کے نثار
خود ہی مجھ سے پوچھتے ہیں کون یہ دیوانہ ہے

میں ہوں رند لم یزل اک ساقی بے نام ہے
شش جہت میرے لئے ٹوٹا سا اک میخانہ ہے

جس کا جتنا ظرف ہے اس سے ملتا نہیں
جلوہ ساقی بقدر ہمت مردانہ ہے

پی کے اک جام شراب شوق آنکھیں کھل گئیں
دیکھتا ہوں جس طرف میخانہ ہی میخانہ ہے

آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں! فرما دیجئے

سب یہ کہتے ہیں جگر دیوانہ ہے دیوانہ ہے

◆◆◆

ہر گھڑی پیشِ نظر اک تازہ

ہر گھڑی پیشِ نظر اک تازہ طوفاں چاہیے
حشر کیا شے ہے؟ مذاقِ حشر ساماں چاہیے

اک جمال تو بنو طوفاں بہ طوفاں چاہیے
اب بجائے ہر نگہ، تصویرِ جاناں چاہیے

حسن کی کافر نگاہیں عشق کا معصوم دل
اب تجھے کیا، اے حیات فتنہ ساماں چاہیے

سیرگاہِ عشق میں کانٹے ہوں تو ہوں
دیکھنے والی نظر گلشن بداماں چاہیے

منتشر کر دے فضائے حسن میں ذرات دل
عشق کی تصویر کا ہر رخ نمایاں چاہیے

حسن بے تاب تجلی خود ہے، لیکن اے جگر
ایک ہلکا سا حجاب چشم حیراں چاہیے

◆◆◆

یہ جذب شہادت کا حاصل

یہ جذب شہادت کا حاصل نظر آتا ہے
جو پردہ اٹھاتا ہوں قاتل نظر آتا ہے

تصدیق حقیقت بھی محتاج حقیقت ہے
باطل ہے نظر جب تک باطل نظر آتا ہے

اب اس رخ رنگیں کے جلووں کو تو کیا کہیے
اپنا بھی نظر آنا مشکل نظر آتا ہے

پردہ وہ طوفاں کو کشتی کی نہیں حاجت
موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے

◆◆◆□

فکرِ منزل ہے نہ ہوش

فکرِ منزل ہے نہ ہوش جادہ منزل مجھے
جارہا ہوں جس طرف لیجا رہا ہے دل مجھے

اب کدھر جاؤں! بتا اے جذبہ کامل مجھے
ہر طرف سے آج آتی ہے صدائے دل مجھے

جا بھی اے ناصح! کہاں کا سودا کیسا زیاں
عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے

میں ازل سے صبح محشر تک فروزاں ہی رہا
حسن سمجھا تھا چراغ کشتہ محفل مجھے

کیسا قطرہ کیسا دریا کس کا طوفاں کیسی موج
تو جو چاہو تو ڈبو دے خشکی ساحل مجھے

توڑ کر بیٹھا ہوں راہ شوق میں پائے طلب
دیکھنا ہے جذبہ بیتابی منزل مجھے

یہ بھی کیا منظر ہے بڑھتے ہیں نہ ہٹتے ہیں قدم
تک رہا ہوں دور سے منزل کو میں منزل مجھے

اک مے بے نام جو اسدل کے پیمانے میں ہے
وہ کسی شیشے میں ہے ساقی نہ میخانے میں ہے

◆◆◆□

پوچھنا کیا کتنی وسعت

پوچھنا کیا؟ کتنی وسعت میرے پیمانے میں ہے
سب الٹ دے ساقیا جتنی بھی میخانے میں ہے

یوں تو ساقی ہر طرح کی تیرے میخانے میں ہے
وہ بھی تھوڑی سی جو ان آنکھوں کے پیمانے میں ہے

غرق کر دے تجھ کو زاہد! تیری دنیا کو خراب
کم سے کم اتنی تو ہر میکش کے پیمانے میں ہے

پی بھی جا زاہد! خدا کا نام لے کر پی جا
بادہ کوثر کی بھی ایک موج پیمانے میں ہے

شیشہ مست و بادہ مست و حسن مست و عشق مست
آج پینے کا مزا پی کر بہک جانے میں ہے

حسن کی اک اک ادا پر جان و دل صدقے مگر
لطف کچھ دامن بچا کر ہی گزر جانے میں ہے

نالہ بے قرار کون

نالہ بے قرار کون کرے
حسن کو شرمسار کون کرے

عشق ہے اعتماد کے قابل
حسن کا اعتبار کون کرے

جان و دل پر نہیں رہا قابو
جان و دل اب نثار کون کرے

سوئے صحرا نکل چلے وحشی
انتظارِ بہار کون کرے

◆◆◆

جو جہنم میں بھی فردوس بداماں

جو جہنم میں بھی فردوس بداماں ہوں گے
دیکھ لینا وہ ہمیں سوختہ ساماں ہوں گے

وہ جدھر ناز سے بے پردہ خراماں ہوں گے
ذرے سب جام بکف مست و غزلخواں ہوں گے

میری حرت کی قسم آپ اٹھائیں تو نقاب
میرا ذمہ ہے کہ جلوے نہ پریشان ہوں گے

میں چھپا تا ترے اسرار محبت ظالم
کیا خبر تھی مری رگ رگ سے نمایاں ہوں گے

حسن بے قید سہی عشق بھی محدود نہیں
مجھ کو پائیں گے جہاں تک وہ نمایاں ہوں گے

شعلہ سامانی غم پر نہ کرو ناز جگر
تم سے کتنے ہی جگر شعلہ بداماں ہوں گے

کوئی نہ گھر ہے اپنا کوئی نہ آستاں ہے
ہر شاخ ہے نشیمن پہ پھول آشیاں ہے

◆◆◆

دل کیا ہے نقش حسن حقیقت

دل کیا ہے نقش حسن حقیقت طراز کا
آئینہ کیا ہے عکس ہے آئینہ ساز کا

دھوکا قدم قدم پہ تری بزم ناز کا
کیا سخت مرحلہ ہے طلسم مجاز کا

تو محو بے خودی ہی رہا ورنہ بے خبر
پنہاں تھا ناز حسن میں عالم نیاز کا

مجھ سے گناہ گار پہ یہ بارش کرم
منہ دیکھتا ہوں رحمت عاجز نواز کا

صوفی نے جس کو شاہد مطلق سمجھ لیا
ایک پر تو لطیف تھا حسن مجاز کا

تصویری یار سامنے سر میں ہوائے شوق
ایسے میں کس کو ہوش نشیب و فراز کا

مجھ کو وصال و ہجر سے کیا واسطہ جگر
عاشق ہوں اک تبسم دیوانہ ساز کا

◆◆◆

فاش اہل بزم پر کل راز

فاش اہل بزم پر کل راز پنہاں کر دیا
آئیں وہ جب تک ہمیں نے سب کو حیران کر دیا

حسن کے جلووں کو رگ رگ میں خراماں کر دیا
دل کی ایک جنبش نے کیا کار نمایاں کر دیا

حسن نے تا شام ہنس کر جو بنایا تھا چمن
عشق نے تا صبح رو کر شبستان کر دیا

زخمہ حسن تبسم کی فسوں کاری نہ پوچھ
ہر نگاہ شوق کو تارگ جاں کر دیا

شمع جب فانوس میں تھی آنکھ تھی محو جمال
جب ہوئی عریاںؔ نگاہوں کو پریشاں کر دیا

بتکدے کو وہ میسر ہے نہ کعبے کو نصیب
اس نے جس جلوے کو وقف سینہ چاکاں کر دیا

زمیں و آسماں ہونا

زمیں و آسماں ہونا مکاں و لامکاں ہونا
غرض دل کو کسی صورت محیط دو جہاں ہونا

تماشہ دیدنی ہے دیکھ لیں اہل نظر آ کر
مرے سرِ راہ منزل کا بھی گرد کارواں ہونا

کبھی دریائے بیتابی کا سینے میں سمٹ آنا
کبھی ہر اشک کے قطرے کا بحر بیکراں ہونا

سنا ہے ہر طرف لگتے ہیں جلوے حسن صورت کے
کبھی تم بھی جگر! آوارہ کوئے بتاں ہونا

◆◆◆

یہ فصل گل سماں یہ شب

یہ فصل گل، سماں یہ شب ماہتاب کا
لا ساقیا! شراب! مزا ہے شراب کا

چھوڑا نہ راز کوئی، جہاں خراب کا
سب کہہ گیا میں خواب میں افسانہ خواب کا

بگڑا ہوا ہے رنگ، جہاں خراب کا
بھر لوں نظر میں حسن، کسی کے شراب کا

نکلی تڑپ کے پردہ خاکی سے روح پاک
ٹوٹا طلسم جلوہ حسن حجاب کا

◆◆◆

آہ یہ عالم کثرت

آہ یہ عالم کثرت تری رعنائی کا
اک مرکز نہ رہا چشم تماشائی کا

عشق کیا چیز ہے ایک حشرو را غوش خیال
حسن کیا؟ خواب ہے ایک چشم تماشائی کا

منحصر جلوت و خلوت پہ نہیں وصل حبیب
خاص ایک وقت ہوا کرتا ہے یکجائی کا

رہ گئیں پر وہ ظاہر میں الجھ کر نظریں!
حسن دیکھا نہ کسی نے مری رسوائی کا

◆◆◆

نظر میں ہیچ ہے گلشن تمام

نظر میں ہیچ ہے گلشن تمام دنیا کا
نہ پوچھ! حوصلہ مرغان رشتہ برپا کا

ہر ایک ذرے سے نکلے تڑپ کے برق جمال
بنے تو کوئی طلبگار حسن معنی کا

خدا ہی رحم کرے اس کی تشنہ کامی پہ
سراب پر جسے کامل یقین ہو دریا کا

رواں اگرچہ ہیں اس میں بھی سب وہی موجیں
مگر ہے قطرے پہ فرض احترام دریا کا

◆◆◆

وہ ہجر کے پردے میں

وہ ہجر کے پردے میں جس وقت تھے
اس درجہ لطافت تھی احساس بھی مشکل تھا

جب غور کیا دم بھر سب نقش چمک اٹھے
اب آنکھ ذرا کھولی آئینہ مقابل تھا

دل کے لئے الفت کی قیدیں ہی مناسب تھیں
دیوانہ یہ ایسی ہی زنجیر کے قابل تھا

خود اپنی تجلی میں جب عشق تھا مستغرق
ہر ثابت، سیارہ مدہوش تھا غافل تھا

کیا دن تھے جگر! وہ دن جب صحبت اصغر میں
مسرور طبیعت تھی مخمور مرا دل تھا

◆◆◆

یہ مزا تھا خلد میں بھی

یہ مزا تھا خلد میں بھی نہ مجھے قرار ہوتا
جو وہاں بھی آنکھ کھلتی یہی انتظار ہوتا

جسے چشم شوق میری کس طرح دیکھ پاتی
کبھی حشر تک وہ جلوہ نہ پھر آشکار ہوتا

کبھی یہ ملال اس کا نہ دکھے کس طرح دل
کبھی یہ خیال وہ بھی یونہی بے قرار ہوتا

مرا حال ہی جگر کیا وہ مریض عشق ہوں میں
کہ وہ زہر بھی ہو دیتا مجھے سازگار ہوتا

◆◆◆

دہر کی نیرنگیوں کا خوب

دہر کی نیرنگیوں کا خوب عرفاں ہو گیا
لا شراب کہنہ ساقی! دل پریشان ہو گیا

ہر تڑپ کے ساتھ اک جلوہ نمایاں ہو گیا
المدد والے شوق! نظارہ پریشاں ہو گیا

ایک مرکز پر سمٹ آیا جہاں آرزو
کثرت موہوم سے جب دل پریشاں ہو گیا

کم نہ تھا یہ عالم ہستی کسی صورت مگر
وسعتیں دل کی بڑھیں اتنی کہ زنداں ہو گیا

چشم پرنم زلف آشفتہ نگاہیں بے قرار
اس پشیمانی کے صدقے میں پشیماں ہو گیا

زعم تھا ذوق نگاہ و جذب دل پر نا گہاں
محاک جلوے میں سب وجدان و عرفاں ہو گیا

ورنہ کیا تھا، صرف ترتیب عناصر کے سوا
خاص کچھ بیتابیوں کا نام انسان ہو گیا

یوں بسر کی زندگی میں نے اسیری میں جگر
ہر طریقہ داخل آداب زنداں ہو گیا

◆◆◆

ہو چکا تکملہ صورت

ہو چکا تکملہ صورت و معنائے بہار
تو بھی اب سامنے آ ' او چمن آرائے بہار

عکس افسردگی شوق سراپائے خزاں
پر تو حسن نظر صورت زیبائے بہار

باہر آنا ہی نہ تھا پروئے بے رنگی سے
خود خزاں ساز بنی برق تجلائے بہار

تیرے دیوانے ہیں آزاد تعین ورنہ
یہ خزاں کو بھی جو دیکھیں تو نظر آئے بہار

◆◆◆

دل مرا توڑ کر کہا

دل مرا توڑ کر کہا' اس نے زبان راز میں
ساز میں نغمے وہ کہاں' جو ہیں شکست ساز میں

پھیلے پڑے ہیں جسقدر حسن کے جلوہ لطیف
جی میں ہے سب میٹ لوں دامن امتیاز میں

وحدت خاص عشق میں ذکر ہی غیرت کا کیا
اپنے ہی جلوے دیکھئے اپنی ہی بزم ناز میں

یونہی مری نگاہ میں نقش و نگار کائنات
عالم خواب جس طرح دیدہ نیم باز میں

میری نیاز عشق کا ہو ہی رہے گا فیصلہ
آپ کی نہ کیجئے اپنے جنون ناز میں

کام نہ آئیں عقل کی عقدہ کشائیاں جگر
اور اضافہ ہو گیا سلسلہ ہائے راز میں

◆◆◆

ندرت پسند کتنے عشاق

ندرت پسند کتنے عشاق خوش نظر ہیں
سینے تمام ویراں آنکھیں تمام تر ہیں

رنگینیٔ الم میں دیکھا ہے جن کو اکثر
اے دل! وہی تو جلوے سرمایہ نظر میں

اپنا نشاں بتائیں کیا رہ روانِ غربت
برباد جستجو ہیں پامال رہ گزر ہیں

درماندگی کے نالے بیچارگی کی آہیں
وہ شام کی ہیں رونق یہ زینت سحر ہیں

کیوں آسماں سے مل کر اپنا وقار کھوئیں
کیا کم ہے یہ کہ تیری ہم خاک رہ گزر ہیں

بزم مشاعرہ ہے یا گلشن تخیل
بلبل چہک رہا ہے یا حضرت جگر ہیں

◆◆◆

جب سے معلوم کیا دل کے

جب سے معلوم کیا دل کے نہاں خانے کو
آنکھ اٹھانے کی فرصت نہیں دیوانے کو

پی کے اک جام وہ جلوے نظر آئے مجھ کو
دیکھتا ہوں کبھی مے کو کبھی میخانے کو

میکشو! مژدہ کہ باقی نہ رہی قید مکاں
آج ایک موج بہالے گئی میخانے کو

قیس و فرہاد ہوں یا سرمدو منصور جگر
ہم نے بے مایہ نہ دیکھا کسی دیوانے کو

◆◆◆

خودضیابارجواک جلوہ

خود ضیا بار جو اک جلوہ مستور نہ ہو
آئینہ خانہ عالم میں کہیں نور نہ ہو

آج ہر زخم نظر آتا ہے پیمانہ بدست
اس میں کچھ شعبدہ نرگس مخمور نہ ہو

خاک ہے سوز غم عشق کی تاثیر کلیم
دل کا ہر ذرہ اگر برق سر طور نہ ہو

جتنے وہ پاس ہیں اتنا بھی نہ ہو پاس کوئی
جتنے وہ دور ہیں اتنا بھی کوئی دور نہ ہو

عین ایمان ہے اناالحق کا ترانہ لیکن
ہے یہ ہی کفر اگر دیدہ منصور نہ ہو

کوچہ عشق سے باہر وہ نکل جائے جگر
جتنے جی خاک میں ملنا جسے منظور نہ ہو

ابھی کچھ روز ہی گزرے نہ تھے

ابھی کچھ روز ہی گزرے نہ تھے تخلیق انساں کو
ابھارا خود کسی کی مصلحت نے ذوق عصیاں کو

کسی صورت نہ ہونے دوں عیاں اسرار جاناں کو
جو چاک سینہ فرصت دے تو میں سی لوں گریباں کو

غراوار تمنا ہوں، نہ پوچھو میری بربادی
گراں بار مصیبت ہوں نہ دیکھو میرے ساماں کو

یہیں سے روز کر لیتے ہیں سیر دو جہاں وحشی
خدا رکھے سلامت سایہ دیوار زنداں کو

ابھی اے جوش وحشت کون یہ کہتا ہوا گزرا
ترے دامن کے ٹکڑے یاد کرتے ہیں گریباں کو

نکات عشق حل کرتی ہے ہر خیش نگاہوں کو
زبان آگہی سمجھو سکوت اہل عرفاں کو

دکھا کر اک جھلک سامان راحت جس نے لوٹا تھا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں پھر ایسی غارت گر جاں کو

تغافل بھی کسی کا وجہ تسکیں اے جگر کیا ہو
سمجھتا ہے یہ دل کمبخت پر سشہائے پنہاں کو

◆◆◆

قدرت کی آن والے

قدرت کی آن والے رحمت کی شان والے
تجھ پر جہاں تصدق او پاک جان والے

دونوں جہاں کی نعمت ہے مٹھیوں میں تیری
بوسیدہ کپڑوں والے ٹوٹے مکان والے

ایسے تھے آپ امی کھول زبان جس دم
دم بھر میں بے زباں تھے ساری زبان والے

روضہ پہ آئے صبا تو جا کر یہ عرض کردے
مجبور کب تک آخر ہندوستان والے

اک جنبش نگہ کے سب منتظر کھڑے ہیں
پر درد قلب والے پر سوز جان والے

◆◆◆

ہنسی پھر اڑنے لگی

ہنسی پھر اڑنے لگی، عشق کے فسانے کی
نقاب اٹھاؤ بدل دو فضا زمانے کی

چلی کچھ ایسی مخالف ہوا زمانے کی
پناہ برق نے لی مرے آشیانے کی

یہ شرح ہے دل عشاق کے فسانے کی
کہ گردشیں اسی محور پہ ہیں زمانے کی

اب آگے دیکھیں کرے کیا ہوا زمانے کی
قفس میں طرح تو ڈالی ہے آشیانے کی

زبان غیر کجا؟ انکشاف راز کجا
کھلی نہ مجھ پر حقیقت مرے فسانے کی

◆◆◆

ہر پردہ ہستی میں جب

ہر پردہ ہستی میں جب تو مشکل ہے
حیراں ہوں میں جلوہ پھر کون سا باطل ہے

صحرا ہے نہ بستی ہے دریا ہے نہ ساحل ہے
جو کچھ نظر آتا ہے اک شعبدہ دل ہے

کیا چیز ہے کل عالم؟ کیا چیز مرا دل ہے
حیرت کا ایک آئینہ حیرت کے مقابل ہے

خود شورش ہستی ہے تمہید فنا یعنی
ہنگامہ محفل ہی برہم زن محفل ہے

جس میں کہ ترے جلوے خود تیرے پھرتے ہیں
اس خون کا ہر قطرہ کونین کا حاصل ہے

وسعت نے نگاہوں کی تاریک کیا منظر
ایک ایک قدم ورنہ خود عشق میں منزل ہے

◆◆◆

جدھر کو جھوم کے مست

جدھر کو جھوم کے مست شراب دیکھیں گے
تما زہد ربانی خراب دیکھیں گے

بغور عالم ہستی پرجب کریں گے نگاہ
ہر ایکموج کو موج سراب دیکھیں گے

بھرے ہیں جنگی ہر اک رگ میں سرمدے نغمے
وہ خاک محفل چنگ و رباب دیکھیں گے

جگر بجی بادہ کشی ان دنوں معاذ اللہ
جب آپ دیکھیں گے غرق شراب دیکھیں گے

◆◆◆

چشم نظر پرست میں

چشم نظر پرست میں جس کا جہاں نام ہے
حسن تمام پار کا جلوہ نا تمام ہے

کس کے فروغ حسن کا آج یہ فیض عام ہے
شام نثار صبح ہے صبح نثار شام

خلوتیان راز کا خاص یہ اک پیام ہے
کیف وصال دوست بھی منزل نا تمام ہے

حسن کی بارگاہ میں رکھیے سنبھال کر قدم
یہ وہ مقام ہے جہاں خواہش دل حرام ہے

اک ادائے پر سکوت لاکھ نوائے پر خروش
وہ روش خاص تھی یہ روش عام ہے

اب تو خدا کے واسطے زیست کا دو جگر ثبوت
خواب گراں وہی ہے اور وقت قریب شام ہے

◆◆◆

سوز میں بھی وہی اک نغمہ

سوز میں بھی وہی اک نغمہ ہے جو ساز میں ہے
فرق نزدیک کی اور دور کی آواز میں ہے

یہ سبب ہے کہ تڑپ سینہ ہر ساز میں ہے
مری آواز بھی شامل تری آواز میں ہے

جو نہ صورت میں نہ معنی میں نہ آواز میں ہے
دل کی ہستی بھی اسی سلسلہ راز میں ہے

عاشقوں کے دل مجروح سے کوئی پوچھے
وہ جو اک لطف نگاہ غلط انداز میں ہے

حرم و دیر نظر آتے ہیں سب سر بہ سجود
جلوہ گر کون؟ مرے شوق جبیں ساز میں ہے

◆◆◆

کیونکہ نہ روشن ہوں تجھ سے

کیونکہ نہ روشن ہوں تجھ سے کون و مکان عاشقی
تو شمع بزم آرزوؑ تو نور جان عاشقی

اللہ رے سوز دل خون کشتگان عاشقی
پنہاں ہے اب تک خاک میں برق پتان عاشقی

لے کر از ہی سے چلےؑ شوریدگان عاشقی
نشتر بجان آرزوؑ آتش بجان عاشقی

کیا قصہ حور فلکؑ کیا داستان عاشقی
سب جانتی ہے وہ نظر درد نہاں ن عاشقی

ان کی نگاہ لطف ہے اور کشف راز دلبری
میری نگاہ شوق ہے اور داستان عاشقی

◆◆◆

وہ بزم تماشا بھی کیا

وہ بزم تماشہ بھی کیا بزم تماشہ ہے
جو جلوہ ہے پردہ ہے جو پردہ ہے جلوہ ہے

آغاز محبت کا انجام بس اتنا ہے
جب دل میں تمنا تھی اب دل ہی تمنا ہے

کیا حسن کا افسانہ محدود ہے لفظوں میں
آنکھیں ہی کہیں اس کو آنکھوں نے جو دیکھا ہے

بھر دو انہیں جلووں سے یا آگ لگا دو تم
آنکھیں یہ تمہاری ہیں سینہ بھی تمہارا ہے

◆◆◆

آدمی نشہ غفلت میں بھلا

آدمی نشہ غفلت میں بھلا دیتا ہے
ورنہ جو سانس ہے تعلیم فنا دیتا ہے

بادہ ناب عجب چیز ہے ساقی لیکن
اور ہی کچھ ترے ہاتھوں سے مزا دیتا ہے

تجھ سے وحشی ترے غافل نہیں رہنے پاتے
دور آ کر کوئی زنجیر ہلا دیتا ہے

ہائے کیا چیز گل داغ محبت ہے جگر
خشک ہونے پہ بھی جو بوئے وفا دیتا ہے

◆◆◆

رند وہ ہوں کہ غزل بھی

رند وہ ہوں کہ غزل بھی مری رندانہ ہے
معنی و لفظ نہیں بادہ و پیمانہ ہے

سلسلہ روز ازل سے ہے برابر جاری
نہیں معلوم کہاں تک مرا افسانہ ہے

چھیڑ اے مطرب غم! تازہ غزل کوئی مگر
یہ نہ معلوم ہو مجھ کو مرا افسانہ ہے

کل جہاں گرم تھا ہنگامہ تاثیر و نظر
آج دیکھا تو بس ایک دشت ہے ویرانہ ہے

روش دہر کا ہر نقش پکارے گا مجھے
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک مرا افسانہ ہے

وہ کیا مست غزل تونے پڑھی اج جگر
ایک ایک لفظ چھلکتا ہوا پیمانہ ہے

◆◆◆

دل حزیں کی تمنا دل

دل حزیں کی تمنا دل حزیں میں رہی
یہ جس زمین کی تھی دنیا اس زمیں میں رہی

سر نیاز نہ جب تک کسی کے در پہ جھکا
برابر ایک خلش سی مری جبیں میں رہی

ہوس نے بھر دیئے اس درجہ خواہشات کے بت
ذرا سی جگہ بھی نہ کعبہ یقیں میں رہی

عدم میں بھی مری ہستی کی تھی یہ شان وجود
کہ راز بن کے دل صورت آفریں میں رہی

نگاہ حضرت اصغر کی ہر ودیعت خاص
قرار بن کے جگر کے دل حزیں میں رہی

◆◆◆

کیا بلا عشاق تماشا

کیا بلا عشاق تماشہ ساز ہے
اس کا ہر انجام اک آغاز ہے

موت پر حیرانی و حیرت ہی کیا
زندگی خود اک طلسم راز ہے

روح ہے ایک نغمہ ساز الیست
جسم خاکی پردہ آواز ہے!

لب تک اے صیاد آ سکتی نہیں
دل میں جتنی حسرت پرواز ہے

یوں نہ دیکھے کوئی تو کچھ بھی نہیں
ورنہ ہر ذرہ طلسم راز ہے

زندگی جس سے عبارت ہے جگر
وہ کسی کی اک نگاہ ناز ہے

◆◆◆

مسرور ہوں کیفِ درد

مسرور ہوں کیفِ دردِ جگری سے
کچھ کام اثر سے ہے نہ بے اثری سے

جب آہ مری باب اثر دیکھ چکی سب
تب جا کے ہوا ربط کہیں بے اثری سے

سمجھا گیا ایک جلوہ بیتاب کسی کا
جو راز کہ محجوب تھا فہم بشری سے

دل خون ہوا جاتا ہے لب پر ہے تبسم
ہم جان فدا کرتے ہیں کس بے جگری سے

للّٰہ جگر! اب تو ذرا ہوش میں آجا
تنگ آ گئے احباب تری بے خبری سے

◆◆◆

یہ دورِ مستعارِ خزاں

یہ دور مستعار خزاں و بہار کے
دو سلسلے ہیں اک نگہ فتنہ کار کے

آ کر قفس میں اب یہ کھلا ہے معاملہ
ہم اہل تھے خزاں کے نہ رنگ بہار کے

رگ رگ میں آج دوڑ گئی موج سر خوشی
قربان تیری لغزش مستانہ وار کے

پہنچا دیا مقام قناعت تک اے جگر
صدقے میں اپنے اس غم ہمت شکار کے

◆◆◆

ساقی ہے شراب ہے

ساقی ہے شراب ہے سبو ہے
اول وہ بڑے جو باوضو ہے!

اپنے کو میں آپ پوجتا ہوں
آئینہ حسن رو برو ہے!

کوئی نہ یہاں عدم نہ ہستی
اول آخر جو کچھ ہے تو ہے

وہ میری طرف بڑھا دے گل چیں
جن پھولوں میں رنگ ہے نہ بو ہے

◆◆◆

خاص اک شان ہے یہ آپ کے

خاص ایک شان ہے یہ آپ کے دیوانوں کی
دھجیاں خود بخود اڑتی ہیں گریبانوں کی

گرد بھی مل نہیں سکتی ترے دیوانوں کی
خاک چھانا کرے اب قیس بیابانوں کی

ہم نے دیکھی تھی اداکل ترے دیوانوں کی
دھجیاں کچھ لئے بیٹھے تھے گریبانوں کی

اس نے جو آگ لگا دی وہ فروزاں ہی رہی
بجھ گئی آگ لگائی ہوئی ارمانوں کی

◆◆◆

کثرت میں بھی وحدت کا تماشا

کثرت میں بھی وحدت کا تماشہ نظر آیا
جس رنگ میں دیکھا تجھے یکتا نظر آتا

جب دیکھ نہ سکتے تھے تو دریا بھی تھا قطرہ
اس گم تجھی پہ مجھے کیا کیا نظر آیا

ہر رنگ ترے رنگ میں ڈوبا ہوا نکلا!
ہر نقش ترا نقش کف پا نظر آیا

آنکھوں نے دکھا دی جو ترے غم کی حقیقت
عالم مجھے سارا تہہ و بالا نظر آیا

ہر جلوے کو دیکھا ترے جلووں سے منور
ہر بزم میں تو انجمن آرا نظر آیا

◆◆◆

پیوست دل میں جب تیرا

پیوست دل میں جب تیرا تیر نظر ہوا
کس کس ادا سے شکوہ درد جگر ہوا

کچھ داغ دل سے تھی مجھے امید عشق میں
سو رفتہ رفتہ وہ بھی چراغ سحر ہوا

رگ رگ نے صدقے کر دیا سرمایہ شکیب
اللہ کس کا خانہ دل میں گذر ہوا

فریاد کیسی؟ کس کی شکایت کہاں کا حشر
دنیا ادھر کو ٹوٹ پڑی وہ جدھر ہوا

وارفتگی شوق کا اللہ رے کمال
جو بے خبر ہوا وہ بڑا باخبر ہوا

حسرت اس ایک طائر بے کس پہ اے جگر
جو فصل گل کے آتے ہی بے بال و پر ہوا

◆◆◆

گھڑی بھر میں نا آشنا

گھڑی بھر میں نا آشنا ہو گیا
نہ جانے مرے دل کو کیا ہو گیا

دھڑنے لگا دل نظر جھک گئی
کبھی ان سے جب سامنا ہو گیا

مرے سر پہ احسان عشق کا
مرا رنگ ہی دوسرا ہو گیا

نمایاں ہیں چہرے سے آثار عشق
جگر آج سے باخدا ہو گیا

◆◆◆

تری یاد کی اف یہ

تری یاد کی اف یہ سرمستیاں
کوئی جیسے پی کے شراب آ گیا

مرا ان کا بنا بگڑنا ہی گیا
نگاہیں ملیں اور حجاب آ گیا

اداؤں میں شوخی چھلکنے لگی
قیامت کو لے کر شباب آ گیا

ادھر جوش مستیٔ ادھر چشم شوق
مصیبت میں بند نقاب آ گیا

جگر یہ قیامت کی بے ہوشیاں
اٹھو سر پہ اب آفتاب آ گیا

◆◆◆

حشر کے دن وہ گنہگار نہ

حشر کے دن وہ گنہگار نہ بخشا جائے
جس نے دیکھا تری آنکھوں کا پشیماں ہونا

پردوہ رکھتا تھا جو منظور تو عاشق کے لیے
دامن یار کو لازم تھا گریباں ہونا

سن کے افسانہ غم باغ میں کمہلا گئے پھول
شاق گذرا مجھے بلبل کا غزل خواں ہونا

جس کو نعمت یہ ملے کیوں وہ رہے آزردہ
سو خوشی ایک ترے غم میں پریشاں ہونا

◆◆◆

نقش وفا کا رنگ مٹایا

نقش و فا کا رنگ مٹایا نہ جائے گا
مل بھی گیا جو زہر تو کھایا نہ جائے گا

سر سے جنون عشق کا سایہ نہ جائے گا
تم سے بھی یہ طلسم مٹایا نہ جائے گا

دل نے اگر چھپا بھی لیا داغ آرزو
آنکھوں سے تو یہ راز چھپایا نہ جائے گا

مجھ ناتوان عشق کو سمجھا ہے تم نے کیا
دامن پکڑ لیا تو چھڑایا نہ جائے گا

ان کو بلا کے اور پشیمان ہوئے جگر
یہ کیا تھی ہوش میں آیا نہ جائے گا

◆◆◆

جان ہے بے قرار سی

جان ہے بے قرار سی جسم ہے پائمال سا
اب نہ وہ داغ وہ جگر صرف ہے اک خیال سا

جس نے بنا دیا مجھے وحشی و خستہ حال سا
ہائے وہ شکل چاند سی ہائے وہ قد نہال سا

دل پہ مرے گرائی تھیں تم نے ہی بجلیاں مگر
آؤ نظر کے سامنے مجھ کو ہے احتمال سا

اٹھتے ہی پائے یار کے باغ اجڑ گیا
پھول بھی ہیں تباہ سے سبزہ بھی پائمال سا

گمشدگان عشق کی شان بھی کیا عجیب ہے
آنکھ میں اک سرور سا چہرے پہ اک جلال سا

یاد ہے آج تک مجھے پہلے پہل کی رسم و راہ
کچھ انہیں اجتناب سا کچھ مجھے احتمال سا

ہم اسیران جنوں سے کوئی

ہم اسیران جنون سے کوئی پوچھے آ کر
جیتے جی قید تعلق سے رہا ہو ہو جاتا

نالہ دل جو سلامت ہے تو کیا مشکل ہے
روز اس کوچے میں ایک حشر بپا ہو جاتا

نگہہ شوق نے سب کھول دیئے بند نقاب
سہل سمجھے تھے وہ پابند حیا ہو جاتا

رشک آتا ہے شہدان وفا پر مجھ کو
ان کی قیمت میں تھا کیا جلد شفا ہو جاتا

◆◆◆

آج کیا حال ہے یارب

آج کیا حال ہے یارب سر محفل میرا
کہ نکالے لئے جاتا ہے کوئی دل میرا

صبح تک ہجر میں کیا جانئے کیا ہوتا ہے
شام ہی سے مرے قابو میں نہیں دل میرا

ہائے اس مرد کی قسمت جو ہوا دل کا شریک
ہائے اس دل کا مقدر جو بنا دل میرا

کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو میں مرے رہ رہ کر
اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا

◆◆◆

آنکھوں کا تھا قصور

آنکھوں کا تھا قصور نہ دل کا قصور تھا
آیا جو میرے سامنے میرا غرور تھا

ہر وقت اک خمار تھا' ہر دم سرور تھا
بوتل بغل میں تھی کہ دل نا صبور تھا

گلتے ہی تھیں ٹوٹ گیا ساز آرزو
ملتے ہی آنکھ شیشہ دل چور چور تھا

جس دل کو تم نے لطف سے اپنا بنا لیا
اس دل میں اک چھپا' ہوا نشتر ضرور تھا

دیکھا تھا کل جگر کو سر راہ میکدہ
اس درجہ پی گیا تھا' کہ نشے میں چور تھا

◆◆◆

دل نہ تھی جان نہ تھی

دل نہ تھا جان نہ تھی سوز نہ تھا ساز نہ تھا
میں ہی میں تھا مرے ہمراہ کوئی راز نہ تھا

دم بخود رہ گئی بلبل ہی چمن میں ورنہ
کون سا پھول تھا جو گوش بر آواز نہ تھا

ہم تھے اور سامنے اک جلوہ حیرت افزا
پردہ تھا اور کوئی پردہ بر انداز نہ تھا

حسرت اس طائر مایوس کی حالت پہ کہ جو
قید سے چھوٹ کے بھی مائل پرواز نہ تھا

◆◆◆

اس عشق کے ہاتھوں سے ہرگز

اس عشق کے ہاتھوں سے ہر گز نہ مفر دیکھا
اتنی ہی بڑھی حسرت جتنا ہی ادھر دیکھا

وہ اشک بھری آنکھیں اور درد بھرے نالے
اللہ نہ دکھلائے جو وقت سحر دیکھا

قرباں تری آنکھوں کے صدقے تری نظروں کے
تھا حاصل صدا ناوک تو زخم جگر دیکھا

جاتے رہے دم بھر میں سارے ہی گلے شکوے
اس جان تغافل نے جب ایک نظر دیکھا

تھا باعث رسوائی ہر چند جنوں میرا
ان کو بھی نہ چین آیا جب تک نہ ادھر دیکھا

یوں دل کے تڑپنے کا کچھ تو ہے سبب آخر
یا درد نے کروٹ لی یا تم نے ادھر دیکھا

ماتھے پہ پسینہ کیوں؟ آنکھوں میں نمی کیسی
کچھ خبر تو نے تم نے کیا حال جگر دیکھا

◆◆◆

فروغ حسن رخ نکو نے کیا

فروغ حسن رخ نکو نے کیا یہ کیا انقلاب پیدا
حجاب پر ہے حجاب طاری نقاب پر ہے نقاب پیدا

کہاں کا میخانہ کس کا ساقی کچھ اور بڑھنے دو بے خودی
یہی بنائے گی جام و ساغر یہی کر لے گی شراب پیدا

نظر کی ناکامیوں نے مجھ پر یہ راز ظاہر کیا بالآخر
کہ بے حجابی میں بھی ہے تیری ہزار رنگ حجاب پیدا

تڑپ یہ دل کی کہ بے حسی بھی ہزار جاں سے نثار جس پر
سکون ایسا کہ جس کی ہر ہر ادا سے لاکھ اضطراب پیدا

◆◆◆

یہی ہے سب سے بڑھ کر

یہی ہے سب سے بڑھ کر محرم اسرار ہو جانا
میسر ہو اگر اپنا ہمیں دیدار ہو جانا

ہوا کا اس طرف ان کا نقاب رخ الٹ دینا
ادھر اک اک لہو کی بوند کا سرشار ہو جانا

گریں ہر ہر قدم پر بجلیاں راہ محبت
بڑی مشکل سے آیا طالب دیدار ہو جانا

ادھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اٹھ جانا
ادھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بیکار ہو جانا

زباں گو چپ ہوئی دل میں تلاطم ہے وہی برپا
نہ آیا آج تک محو خیال یار ہو جانا

جگر وہ خاک ہی تو سرمہ چشم دو عالم ہے
میسر ہو جسے صرف جمال یار ہو جانا

گرتے گرتے ایک طوفان پھر

گرتے گرتے ایک طوفاں پھر قیامت زا ہوا
وہ جو اک آنسو مری مژگاں پہ تھا ٹھہرا ہوا

اب تو آنکھیں کھول افتادہ کوئے حبیب
جھانکتا ہے کوئی دروازے سے شرماتا ہوا

بڑھتے بڑھتے آفتاب روز محشر بن گیا
دل کی خاکستر میں اک شعلہ تھا جو بھڑکا ہوا

لے چلا ہوں میں بھی نذر حسن جاناں کو جگر
ساتھ دل کے ایک ساز آرزو ٹوٹا ہوا

◆◆◆

دل کی کیا تاب کہ پہنچے

دل کی کیا تاب کہ پہنچے صف مژگاں کے قریب
جلوے خود لوٹ رہے ہیں رخ قاباں کے قریب

داغ فرقت کے دہکتے ہوئے انگارے ہیں
ہاتھ لاتا مرے سینہ سوزاں کے قریب

گر نہیں خار محبت کی کرم فرمائی
پھر یہ کیا چیز کھٹکتی ہے رگ جاں کے قریب

ہو چکے حسرت و امید و الم سب رخصت
اب نہیں کوئی مریض شب ہجراں کے قریب

عشق میں سر گل لالہ ہے تمہید جنوں
چاہئے ایک بیاباں بھی گلستاں کے قریب

میں جگر لاکھ ہوں آوارہ و سرگشتہ مگر
دل ہر اک حال میں ہے حضرت احساں کے قریب

ذرے ذرے سے نمایاں شان

ذرے ذرے سے نمایاں شان قدرت دیکھ کر
کھل گئیں آنکھیں طلسم حسن فطرت دیکھ کر

عمر بھر کا سایہ رنج و غم میں دیکھتا ہے کون
شمع بھی رخصت ہوئی میری مصیبت دیکھ کر

گوشے گوشے میں ہے پنہاں جلوہ برق جمال
پاؤں رکھنا میرے گھر اے شام فرقت دیکھ کر

چارہ سازوں سے مریض غم کو فرصت مل گئی
ہو چکے مایوس آثار طبیعت دیکھ کر

◆◆◆

لالہ و گل کو دیکھتے کیا

لالہ و گل کو دیکھتے کیا یہ بہار دیکھ کر
رہ گئے بے خودی میں ہم صورت یار دیکھ کر

یاد کسی کی آہ! کیا کہہ گئی آ کے کان میں
زور جنون سوا ہوا جوش بہار دیکھ کر

شوق نے چٹکیاں سی لیں حسرت دل مچل گئی
میری طرف بڑھا ہوا دامن یار دیکھ کر

ان سے بھی ہو سکا نہ ضبط ان کو رحم آ گیا
پائے برہنہ دیکھ کر جسم یار دیکھ کر

تھی یہ ہوس کہ دیکھتے خال و خط و بہار و حسن
آنکھیں ہی چوندھیا گئیں جلوہ یار دیکھ کر

◆◆◆

وہ چمن میرا چمن ہے

وہ چمن میرا چمن ہے وہ قفس میرا قفس
جس کے گوشے گوشے میں صدہا چمن صدہا قفس

عشق میں کیا لالہ و گل کیا چمن کیسا قفس
میں ہی خود اپنا گلستاں ہوں میں خود اپنا قفس

سو بہاروں کی ہے جاں اک میر چشم خونچکاں
سارے گلشن کی حقیقت اک مرا تنہا قفس

خاک ہو اپنی رسائی جلوہ گاہ یار تک
حسن کا عالم گلستانِ عشق کی دنیا قفس

کچھ تو ایسی بات ہے جی بیٹھا جاتا ہے مرا
ورنہ اب سے پہلے کیا میں نے نہیں دیکھا قفس

تم جدھر نکلے ادھر اک چھا گئی تازہ بہار
ہم جہاں بیٹھے وہیں اک کر لیا پیدا قفس

باغباں مجھ سے ہے صیا مجھ پر مہرباں
اب چمن میرا چمن ہے اب قفس میرا قفس

میں وہ غیرتمند بلبل تھا دکھایا پھر نہ منہ
بوئے گل آ آ کے ڈھونڈا کی قفس سے تا قفس

◆◆◆

فرصت کہاں کہ چھیڑ کریں

فرصت کہاں کہ چھیڑ کریں آسماں سے ہم
لپٹے پڑے ہیں لذت درد نہاں سے ہم

اس درجہ بے قرار تھے درد نہاں سے ہم
کچھ دور آگے بڑھ گئے عمر رواں سے ہم

اے چارہ ساز حالت درد نہاں نہ پوچھو
اک راز ہے جو کہہ نہیں سکتے زباں سے ہم

سو جائیں ہوں تو لذت آزار پر نثار
باز آئے چارہ سازی دود نہاں سے ہم

پوچھیں گے سر گزشت مصیبت کی ابتداء
اب کے اگر ملے دل حسرت نشاں سے ہم

بے تابیوں نے کام دیا دست ناز کا
آخر لپٹ کے سو گئے درد نہاں سے ہم

◆◆◆

اللہ ری حسن و عشق

اللہ ری حسن و عشق کی سحر آفرینیاں
خوش ہو رہے ہیں گھر کا گھروندا بنا کے ہم

کس کس پہ جان دیجئے ' کس کس کو چاہیے
گم ہو گئے ہیں بزم تمنا میں آ کے ہم

یہ بے دل کا زور ہے ساقی کے ہجر میں
جی چاہتا ہے پھینک دیں ساغر اٹھا کے ہم

تاثیر جذب عشق کا اللہ رے کمال
آئینہ بن گئے تری اک اک ادا کے ہم

◆◆◆

غم سے چھوٹوں تو ادھر

غم سے چھوٹوں تو ادھر دیکھوں میں
دل کو رو لوں تو جگر دیکھوں میں

آشیاں کے جو اٹھا لوں تنکے
اپنے ٹوٹے ہوئے پر دیکھوں میں

نزع میں ڈھونڈ رہی ہیں آنکھیں
کاش انہیں ایک نظر دیکھوں میں

چھوٹ جاؤں جو غم ہستی سے
بھول کر بھی نہ ادھر دیکھوں میں

◆◆◆

سراپا آرزو ہوں درد ہوں

سراپا آرزو ہوں درد ہوں داغ تمنا ہوں
مجھے دنیا سے کیا مطلب کہ میں آپ اپنی دنیا ہوں

کبھی کیف جسم ہوں کبھی شوق سراپا ہوں
خدا جانے کہ کس کا ورنہ ہوں کس کی تمنا ہوں

مجھے جنبش میں کیا لائے گی موج صرصر عالم
حریم قدس کہتے ہیں جسے میں اس کا پردہ ہوں

مجھی میں حسن کا عالم مجھی میں عشق کی دنیا
نثار اپنے پہ ہو جاؤں اگر سو بار پیدا ہوں

◆◆◆

ضبطِ غم کا متحمل دل

ضبطِ غم کا متحمل دل، مجبور نہیں
اب یہ جی سے بھی گزر جائے تو کچھ دور نہیں

طلبِ خلد نہیں، آرزوئے حور نہیں
تم جو ٹھکراؤ، تو پھر اور مجھے منظور نہیں

سخت مشکل سے پڑا آج گریبان پہ ہاتھ
میں سمجھتا تھا کہ یہ فاصلہ کچھ دور نہیں

دل کے ہوتے ہوئے جاتے ہوں کہاں اے موسیٰ
اس میں کچھ جلوے ہیں ایسے کہ سرِ طور نہیں

◆◆◆

کیا کیا گیا خیال دل

کیا کیا گیا خیال دل بے قرار میں
خود آشیاں کو آگ لگا دی بہار میں

محشر میں عرض شوق کی امید کیا کروں
دل ہی تو ہے رہا نہ رہا اختیار میں

صورت دکھا کے پھر مجھے بیتاب کر دیا
اک لطف آ چلا تھا غم انتظار میں

رگ رگ میں دل میں تڑپ درد عشق کی
محشر بنا ہوا ہوں تمنائے یار میں

تھم تھم کے دل سے چھیڑا ہو تیز نگاہ یار
کیا لطف جب ہمیں نہ رہے اختیار میں

◆◆◆

اچھا ہے پاس اگر کوئی غمخوار

اچھا ہے پاس اگر کوئی غم خوار بھی نہیں
اب میرا حال لائق اظہار بھی نہیں

حسرت سے اب نگہ طرف یار بھی نہیں
یعنی کہ ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں

صیاد میرے دم سے ہیں سارے یہ چہچہے
جب میں نہیں تو رونق گلزار بھی نہیں

دل میں ہجوم شوق کا عالم نہ پوچھیے
گنجائش خیال رخ یار بھی نہیں

◆◆◆

ڈوب کر دل میں وہ نظریں

ڈوب کر دل میں وہ نظریں تیر و پیکاں ہو گئیں
رہ گئیں جو دل کے باہر نشترِ جاں ہو گئیں

اور بھی میرے لئے آفت کا ساماں ہو گئیں
ہائے وہ مخمور آنکھیں جب پشیماں ہو گئیں

اب کہاں دل کی تمناؤں کی بزم آرائیاں
آنکھ جھپکی تھی کہ سب خواب پشیماں ہو گئیں

ان جنوں سامانیوں پر کیا رہائی کی امید
حسرتیں بھی دفن پر خاک زنداں ہو گئیں

عشق کی بے تابیاں کب چھوڑ سکتی ہیں مجھے
فرق اتنا ہے کہ اب آنکھوں سے پنہاں ہو گئیں

◆◆◆

دل کی تسکیں کے لیے دو پھول

دل کی تسکیں کے لیے دو پھول دامن میں نہیں
اس طرح ہوں آج گلشن میں کہ گلشن میں نہیں

چھوٹنا قید قفس سے کیا قیامت ہو گیا
اب برائے نام بھی راحت نشیمن میں نہیں

کیوں خزاں میں سر جھکائے مضمحل بیٹھا رہوں
میری نظروں میں تو ہیں جو پھول گلشن میں نہیں

فیض سوز عشق سے اے دل سراپا داغ ہوں
جو بہار اب مجھ میں ہے سارے گلستان میں نہیں

بھر نہ دی ہو روح جس میں وحشت دل نے مری
ایک ذرہ بھی کوئی ایسا بیاباں میں نہیں

جواب ان کا کہاں

جواب ان کا کہاں سارے جہاں میں
دبی ہیں بجلیاں جو آشیاں میں

اشارہ ہے کسی کی ایک نظر کا
وگرنہ کیا ہے جان ناتواں میں

یہ رنگ اتحاد! اللہ اکبر
شبیہ دل ہے ہر اشک رواں میں

کئے جا نالے اے بلبل کئے جا
قفس بھی مل رہے گا آشیاں میں

◆◆◆

کسی نے پھر نہ سنا درد کے

کسی نے پھر نہ سنا درد کے فسانے کو
مرے نہ ہونے سے راحت ہوئی زمانے کو

فلک ذرا اس بے بسی کی داد تو دے
قفس میں بیٹھ کے روتا ہوں آشیانے کو

وفا کا نام کوئی بھول کر نہیں لیتا
ترے سلوک نے چونکا دیا زمانے کو

قفس کی یاد میں پھر جی یہ چاہتا ہے جگر
لگا کے آگ نکل جاؤں آشیانے کو

◆◆◆

واقف غمِ الفت سے نہ دل

واقف غم الفت سے نہ دل ہو نہ جگر ہو
یوں مجھ سے ملو تم کہ مجھے بھی نہ خبر ہو

یہ سر ہو اور اس شوخ ستم کا در ہو
اس طرح بسر ہو تو بہت خوب بسر ہو

سر رکھ ہی دیا سنگ دربار پر میں نے
اب حشر بھی اٹھے تو مجھے کچھ نہ خبر ہو

حالت دل مایوس کی دیکھیں نہیں جاتی
اللہ کرے جلد شب غم کی سحر ہو

رہ رہ کے تڑپ جاتی ہے سینے میں کوئی چیز
ایسا نہ ہو بے تاب تمہاری ہی نظر ہو

◆◆◆

وفورِ کیف سے دل اتنا

وفور کیف سے دل اتنا بے قرار نہ ہو
میں ڈر رہا ہوں کہ مضطر نگاہ یار نہ ہو

دکھلاؤں داغ محبت جو ہو قصور معاف
سناؤں قصہ فرقت جو ناگوار نہ ہو

بس اک نگاہ محبت سے دیکھ لیتا ہے
مگر جو خاطر نازک پہ کوئی بار نہ ہو

میں سن کے حضرت اصغر کے جگر اشعار
وہ مست ہوں کہ کوئی پی کے بادہ خوار نہ ہو

◆◆◆

دل کو مٹا کے داغ تمنا

دل کو مٹا کے داغ تمنا دیا مجھے
اے عشق تری خیر ہو یہ کیا دیا مجھے

محشر میں بات بھی نہ زباں سے نکل سکی
کیا جھک کے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

میں اور آرزوئے وصال پری رخاں
اس عشق سادہ لوح نے بہکا دیا مجھے

خوش ہوں کہ حسن یار نے خود اپنے ہاتھ سے
اک دل فریب داغ تمنا دیا مجھے

دنیا سے کھو چکا تھا مرا جوش انتظار
آواز پائے یار نے چونکا دیا مجھے

دعوے کیا تھا ضبط محبت کا اے جگر
ظالم نے بات بات پہ تڑپا دیا مجھے

◆◆◆

ہم اور ان کے سامنے عرض

ہم اور ان کے سامنے عرض نیاز عشق
لیکن ہجوم عشق سے مجبور ہو گئے

کچھ بات بن پڑی نہ دل داد خواہ سے
کیا جانے کیا وہ کہہ گئی نیچی نگاہ سے

کوئی نہ بچ سکا، تری قاتل نگاہ سے
ذرے بھی صدقے ہو گئے اٹھا اٹھا کے راہ سے

یہ جانتا ہوں، جانتے ہو، میرا حال دل
یہ دیکھتا ہوں دیکھتے ہو کس نگاہ سے

◆◆◆

کیا چیز تھی کیا چیز ہے

کیا چیز تھی کیا چیز ہے ظالم کی نظر بھی
اف کر کے وہیں بیٹھ گیا درد جگر بھی

جلووں کو ترے دیکھ کے جی چاہ رہا ہے
آنکھوں میں اترے آئے مرا کیف نظر بھی

واعظ نہ ڈرا مجھ کو قیامت کی سحر سے
دیکھی ہے ان آنکھوں نے قیامت کی سحر بھی

اس دل کے تصدق جو محبت سے بھرا ہوا
اس درد کے صدقے جو ادھر بھی ادھر بھی

ہے فیضانہ عشق ہی منظور تو اٹھے
اغیار بھی موجود نہیں حاضر ہے جگر بھی

◆◆◆

اداسی طبیعت پہ چھا

اداسی طبیعت پہ چھا جائے گی
انہیں جب میری یاد آجائے گی

شب غم کرشمے دکھا جائے گی
کمی آنسوؤں کی رلا جائے گی

میرے بعد ڈھونڈو گے میر وفا
مرے ساتھ میری وفا جائے گی

مجھے اس در پہ ہے مرنا ضرور
مری یہ ادا اس کو بھا جائے گی

◆◆◆

چیخی ہے کس انداز سے

چیخی ہے کس انداز سے کس کرب و بلا سے
دل ٹوٹ گیا نالہ بلبل کی صدا سے

انسان کو لازم ہے رہے درد ریا سے
یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے

اٹھے نہ قدم جادہ تسلیم و رضا سے
آواز یہ آتی ہے مزار شہدا سے

پھر حسن کے جلووں نے بنایا مجھے بے خود
ہشیار ہوا تھا' جرس دل کی صدا سے

گزرا ہے دل و جان سے اسی راہ میں کوئی
سجدوں کے نشاں پوچھ لو نقش کف پا سے

بے تابی دل تھے وہ جنون خیز
کانٹے بھی کھٹکتے رہے مجھ آبالہ پا سے

◆◆◆

یہ نہیں تیری آرزو

یہ نہیں تیری آرزو نہ کرے
دل مگر خالی ہائے ہو نہ کرے

گم ہوا ہوں خیال جاناں میں
بے خودی میری جستجو نہ کرے

خاک ہے جذب عشق کی تاثیر
خامشی بھی جو گفتگو نہ کرے

یاد بھی ان کی اے جگر افسوس
پرستش داغ آرزو نہ کرے

◆◆◆

فلک کے جور زمانے کے

فلک کے جور زمانے کے غم اٹھائے ہوئے
ہمیں بہت نہ ستاؤ کہ ہیں ستائے ہوئے

نہ جانے دل میں وہ کیا سوچتے رہے پیہم
مرے جنازے پہ تا دیر سر جھکائے ہوئے

انہیں میں راز محبت کسی پنہاں تھا
جو خشک ہو گئے آنسو مژہ تک آئے ہوئے

حدود کوچہ محبوب ہیں وہیں سے شروع
جہاں سے پڑنے لگے پاؤں ڈگمگائے ہوئے

◆◆◆

چلے گا کام تمہارا نہ اب

چلے گا کام تمہارا نہ اب گواہوں سے
کہ ٹپکی پڑتی ہے شرمندگی نگاہوں سے

مریض ہجر کے چہرے پہ آ گئی رونق
ابھی تو کہہ گئے کیا جانے کیا نگاہوں سے

زمیں بھی نہ اٹھائے گی میری خاک کا بار
گرا دیا مجھے تم نے اگر نگاہوں سے

جگر بتایئے کچھ حال زار خیر تو ہے
یہ کیوں برستی ہیں مایوسیاں نگاہوں سے

◆◆◆

دل کی خبر نہ ہوش کسی کو

دل کی خبر نہ ہوش کسی کو جگر کا ہے
اللہ اب یہ حال تمہاری نظر کا ہے

دل رکھ دیا ہے سامنے لا کر خلوص سے
پردہ پڑا ہوا مرے آگے نظر کا ہے

کس طرح دیکھوں جلوہ جاناں کو بے حجاب
پردہ پڑا ہوا مرے آگے نظر کا ہے

پیہم ہجوم یاس سے آتا نہیں یقین
تم میرے سامنے ہو یا دھوکا نظر کا ہے

◆◆◆

ہاں چلے دور میں ساقی

ہاں چلے دور میں ساقی مئے گلفام پہلے
دن چلے رات چلے صبح چلے شام چلے

جھک گئے سر تری دہلیز پہ سب آپ سے آپ
کچھ کسی کی نہ چلی جب ترے احکام چلے

کعبہ دل کی حقیقت ہے تو واقف ہی نہیں
باندھ کر شیخ کہاں جامہ احرام چلے

نقد کچھ پاس نہیں فکر ہے میخواری کی
قرض مل جائے کہیں سے تو بڑا کام چلے

پاؤں لٹکائے ہوئے قبر میں بیٹھے ہیں جگر
دیر چلنے میں نہیں صبح چلے شام چلے

◆◆◆

کیا قیامت تھا کسی کا

کیا قیامت تھا کسی کا شکوہ بیداد بھی
لب تک آئی ٹکڑے ہو ہو کر مری فریاد بھی

دیکھیے کس کی فغاں میں پہلے آتا ہے اثر
میں بھی نالے کر رہا ہوں بلبل ناشاد بھی

یہ ہجوم یاس و حرماں یہ وفور رنج و غم
مجھ کو ڈر ہے نجائے درد نہ تیری یاد بھی

مجھ سے ہی کچھ واسطہ مطلب نہیں ان جگر ع
تیز ہوتا ہے مجھی پہ خنجر بیداد بھی

◆◆◆

جان سے تنگ ہمارا دل دیوانہ

جان سے تنگ ہمارا دل دیوانہ ہے
زندگی کا ہے کوہے موت کا افسانہ ہے

وہی گل ہے وہی بلبل وہی پروانہ ہے
شان ہے ایک مگر رنگ جدا گانہ ہے

یہی صبا یہی ساغر یہی پیمانہ ہے
چشم ساقی ہے کہ میخانہ کا میخانہ

ان سے پوچھے کوئی یہ ہوش کی باتیں میری
لوگ کہتے ہیں کہ دیوانہ ہے دیوانہ ہے

◆◆◆

داستان غم دل ان کو

داستان غم دل ان کو سنائی نہ گئی
بات بگڑی تھی تو ایسی جو بھلائی نہ گئی

سب کو ہم بھول گئے جوش جنوں میں لیکن
اک تری یاد تھی ایسی جو بھلائی نہ گئی

عشق پہ کچھ نہ چلا دیدہ تر کا قابو
اس نے جو آگ لگا دی وہ بجھائی نہ گئی

کیا اٹھائے گی صبا خاک مری اس در سے
یہ قیامت تو خود ان سے بھی اٹھائی نہ گئی

◆◆◆

مشعلہ ہجر میں کچھ تو

مشعلہ ہجر میں کچھ تو دل ناشاد رہے
نالہ تھمتا ہوا رکتی ہوئی فریاد رہے

اک محبت کی نظر بھی دم بیداد رہے
کیجئے ظلم وہ مجھ پر جو مجھے یاد رہے

آپ تو چھپ گئے پردے سے دکھا کر صورت
اب کوئی شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے

روح سے رابطہ نہ چھوٹا ترے کوچہ کا کبھی
تیرے دیوانے اسیری میں بھی آزاد رہے

جان تو آچکی ہونٹوں پہ مری اے صیاد
اب بھی محدود قفس تک مری فریاد رہے

◆◆◆

یہ جو دھندلی سی ضیا خانہ

یہ جو دھندلی سی ضیا خانہ زنجیر میں ہے
داغ شاید کوئی روشن دلِ دلگیر میں ہے

ہر ادا حسن کی ڈوبی ہوئی تاثیر میں ہے
تجھ میں جو ہے وہی عالم تری تصویر میں ہے

مطمئن ہو کے کریں سیر چمن کیا وحشی
اک قدم باغ میں اک خانہ زنجیر میں ہے

پہلے ہوں گے کبھی بے تابی دل کے شکوے
اب تو راحت سی مجھے خانہ زنجیر میں ہے

◆◆◆

جورِ گلچیں وجفائے باغباں

جور گلچیں و جفائے باغباں دیکھا کئے
جو دکھایا تو لے وہ اے آسماں دیکھا کئے

آج کن آنکھوں سے یہ جور خزاں دیکھا کئے
سب چمن لٹتا رہا اور باغباں دیکھا کئے

جب چمن سے لے چلا صیاد کر کے ہم کو قید
دور تک مڑ مڑ کے سوئے آشیاں دیکھا کئے

تھا اسیری میں بھی کچھ ایسا تعلق روح کو
ہم قفس میں روز خواب آشاں دیکھا کئے

خاک سیر لالہ وگل باغ میں جب تک رہے
دست گلچیںؔ یا نگاہ باغباں دیکھائے

◆◆◆□

آیا نہ راس نالہ دل کا

آیا نہ راس نالہ دل کا اثر مجھے
اب تم ملے تو کچھ نہیں اپنی خبر مجھے

ہر سو دکھائی دیتے ہیں وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے

ڈالا ہے بے خودی نے عجب راہ پر مجھے
آنکھیں ہیں اور کچھ نہیں آتا نظر مجھے

یکساں ہے حسن و عشق کی سرمستیوں کا رنگ
ان کی خبر انہیں ہے نہ میری خبر مجھے

مرنا ہے ان کے پاؤں پہ رکھ کر سر نیاز
کرنا ہے آج قصہ غم مختصر مجھے

◆◆◆

آنکھوں میں نور جسم

آنکھوں میں نور جسم بن کر جاں رہے
یعنی ہمیں میں رہ کے وہ ہم سے نہاں رہے

ہم ہیں وہ درد مند محبت جہاں رہے
خاموش بھی رہے تو سراپا فغاں رہے

ہر چند وقف کشمکش دو جہاں رہے
تم بھی ہمارے ساتھ رہے ہم جہاں رہے

باقی چمن میں کچھ تو ہمارا نشاں رہے
صیاد ہم رہیں نہ رہیں آشیاں رہے

ہر شاخ پر ہے باغ میں صیاد کی نگاہ
مطلب یہ ہے کہ کہیں نہ میرا آشیاں رہے

◆◆◆

کس قیامت کی کشش

کس قیامت کی کشش اس جذبہ کامل میں ہے
تیرا ان کے ہاتھ میں پیکاں ہمارے دل میں ہے

جلوہ فرما کون اس اجڑی ہوئی منزل میں ہے
آفتاب حشر ہے جو داغ میرے دل میں ہے

عشق کا ہر رنگ پنہاں میرے آب و گل میں ہے
قیس میرے سینے میں فرہاد میرے دل میں ہے

عشق میں گم گشتگی و شوق راس آئی مجھے
تھی جو میرے دل میں حسرت اب وہ ان کے دل میں ہے

شمع چپ پروانے ششدر اہل دل سب دم بخود
ہائے کیا تصویر کا عالم تری محفل میں ہے

◆◆◆

جوانی آتے ہی ان پر قیامت

جوانی آتے ہی ان پر قیامت کی بہار آئی
نظر بیگانہ وار اٹھی، حیا مستانہ وار آئی

مری نظروں میں جب سے تازگی، حسن یار آئی
خزاں بھی آئی گلشن میں تو میں سمجھا بہار آئی

وہ عاشق ہوں کہ میری لاش جب زیر مزار آئی
محبت نوحہ گر پہنچی، تمنا سوگوار آئی

کچھ ایسی جوش پر اب کی یہ چشم اشکبار آئی
قفس میں ٹوٹ کر سارے گلستاں کی بہار آئی

شمیم عطر بیز آئی نسیم خوشگوار آئی
تم آئے سامنے یا سو بہاروں کی بہار آئی

غضب تھا آج گلشن میں یہ حسرت خیز نظارہ
ادھر بلبل کا ٹوٹا ادھر فصل بہار آئی

وہ گھر برباد ہو جائے تو بہتر ہے جس گھر میں
نہ صبح وصل آئی اور نہ شام انتظار آئی

نگاہ یاس اور دب کر نگاہ ناز سے ہستی
گئی اور چند نشتر ان کے دل میں بھی اتار آئی

بہار رفتہ میری پھر نہ آئی اے جگر واپس
چمن میں ہر خزاں کے بعدؔ لیکن ایک بہار آئی

◆◆◆

جلوہ جواں کے رخ کا

جلوہ جواں کے رخ کا مری چشم تر میں ہے
شادابی چشم کا عالمؔ نظر میں ہے

تاریک ہوتی جاتی ہے رہ رہ کے کل فضا
پھر بھی مریض ہجر امید سحر میں ہے

یوں آرہے ہیں آج ہم ایک بزم ناز سے
چہرہ پہ نور جلوہ جاناں نظر میں ہے

کیوں کر بہار شعر ٹپکے نہ اے جگر
رنگ کلام حضرت اصغر نظر میں ہے

◆◆◆

ازل کے دن نہیں لے کر چلے

ازل کے دن نہیں لے کر چلے تھے محفل سے
وہ شعلے آج تک لپٹے ہوئے ہیں دامن دل سے

سمجھ کر پھونکنا اس کو ذرا اے داغ ناکامی
بہت سے گھر بھی ہیں آباد اس اجڑے ہوئے دل سے

محبت میں قدم رکھتے ہی گم ہونا پڑا مجھ کو
نکل آئیں ہزاروں منزلیں ایک اک منزل سے

بدن سے جان بھی ہو جائے گی رخصت جگر لیکن
نہ جائے گا خیال حضرت اصغر مرے دل سے

◆◆◆

مژدہ اے شوق شہادت اوج

مژدہ اے شوق شہادت اوج پر تقدیر ہے
آج دست ناز میں نازک سی اک شمشیر ہے

کس ادا پر جان دوں تو ہی بتا اے چشم یار
جس ادا کو دیکھتا ہوں حسن کی تصویر ہے

میرے پہلو میں نہیں ہے یہ دل خانہ خراب
میری بربادی کی جیتی جاگتی تصویر ہے

وہ ادھر محو تماشہ ہیں ادھر مرعوب حسن
وصل کی شب دونوں جانب عالم تصویر ہے

◆◆◆

وہ شکل جاناں کیا مظہر

وہ شکل جاناں کیا مظہر شان الٰہی ہے
نظر میں رنگ مستی رخ پہ نور صبح گاہی ہے

اسی کو ایک دن بنا ہے خال عارض رحمت
ہمارے نامہ اعمال کی جتنی سیاہی ہے

کسی صورت بھی ہم سے بے خبر وہ رہ نہیں سکتے
جو ہم ایسا سمجھتے ہیں ہماری کم نگاہی ہے

خدا جانے محبت کون سی منزل کو کہتے ہیں
نہ جس کی ابتدا ہی ہے نہ جس کی انتہا ہی ہے

◆◆◆

دل ہی کو صنم بنائیں گے

دل ہی کو صنم بنائیں گے ہم
آئیں گے کہیں نہ جائیں گے ہم

تجھ سے بھی سوا حسین بن کر
اپنا سا تجھے بنائیں گے ہم

وہ دن بھی قریب ہیں کہ ظالم
تو روئے گا مسکرائیں گے ہم

باطن میں ترے قریب رہ کر
ظاہر میں نظر نہ آئیں گے ہم

زندہ ہی رہے گی ہستی و عشق
مرنے پہ بھی مر نہ جائیں گے ہم

چھٹا ہے کہیں ترا تصور
ساتھ آئے ہیں ساتھ جائیں گے ہم

◆◆◆

کوئی جو نہیں نہ ہو

کوئی جو نہیں نہ ہو ہمارا
اللہ سے لو لگائیں گے ہم

تعمیر کنشت دل کو ڈھا کر
اک کعبہ تو بنائیں گے ہم

روپوش تری نظر سے ہو کر
پہروں تجھے یاد آئیں گے ہم

باطن میں ہو جو بھی دل کی حالت
ظاہر میں بہت ستائیں گے ہم

ہر بات میں کر کے بات پیدا
جب چاہیں روٹھ جائیں گے ہم

پہلے دے کر فریب وعدہ
امید کرم دلائیں گے ہم!

پھر کر کے خراب شوق برسوں
صورت نہ تجھے دکھائیں گے ہم

جنگل جنگل رلانے والے
کونے کونے رلائیں گے ہم

دیوانہ کی بڑ نہ سمجھ اس کو
جو کہتے ہیں کر دکھائیں گے ہم

بیزار جگر کی شرم رکھ لے
کہ دے ترے ناز اٹھائیں گے ہم

◆◆◆

اف وہ روئے تابناک و چشم تر

اف وہ روئے تابناک و چشم تر میرے لئے
ہائے وہ زلف پریشاں تا کمر میرے لئے

ہر نفس میں ایک دنیا محبت نو بہ نو!
ہر نظر میں اک پیام تازہ میرے لئے

حیف وہ لغزیدہ قدم میری طرف
ہائے وہ دز دیدہ دز دیدہ نظر میرے لئے

وہ رخ رنگین پہ انوار محبت زرد زرد
وہ لب نازک پہ طوفاں میرے لئے

سرے پا تک آہ وہ اک پیکر حسن حزیں
چار جانب دیدہ حسرت نگر میرے لئے

سرد سرد آہوں میں تاثیر محبت گرم گرم
خشک خشک آنکھوں میں جوش اشک تری میرے لئے

جوش غم، جوش حیا، آغاز عشق، احساس حسن
کشمکش ہی کشمکش آٹھوں پہر میرے لئے

سامنے آتے ہی آتے وہ تنفس تیز تر
سینۂ شفاف وہ زیر و زبر میرے لیے

وہ سرک جانا یکایک سوئے تاباں سے نقاب
حیرت افزا رونق دیوار و دور میرے لئے

ہر ادائے جاں نوازی، حسن خیزو عشق نیز
پھر بھی ہر اک سعی پیہم بے اثر میرے لئے

اف وہ آغوش تہی، بے تاب آغوش دگر
اف وہ درد شوق محتاج اثر میر لئے

ہائے وہ رنگین رخ دس میں تن و زریں کمر
ہائے وہ لعلیں لب و سلک و گہر میرے لئے

شبنم آلودہ وہ آنکھیں وہ گلاب افشاں جبیں
وہ دھڑکتا دل وہ گھبرائی نظر میرے لئے

اس نگاہ ناز میں وہ ہلکی ہلکی جنبشیں
معنے بے لفظ و شرح مختصر میرے لئے

میں سرا پا بے نیاز ربط و ضبط حسن و عشق
وہ مجسم حسن و عشق معتبر میرے لئے

وہ میری آزاد فطرت وہ مری تمکین ہوش
وہ شکست حسن وہ نیچی نظر میرے لئے

اول اول آہ وہ دل میں میرے احساس عشق
آخر آخر اف وہ نوک نیشتر میرے لئے

لحظہ لحظہ وہ میرا پیہم سکوت مضطرب
لمحہ لمحہ عام نوح و گر میرے لئے

اف وہ کہنا اس کا پھر باہوں میں بائیں ڈال کر
میں جگر کے واسطے ہوں اور جگر میرے لئے

◆◆◆

ہر حقیقت کو باندازِ تماشا

ہر حقیقت کو باندازِ تماشا دیکھا
خوب دیکھا ترے جلووں کو مگر کیا دیکھا

آئینہ خانۂ عالم میں کہیں کیا دیکھا
تیرے دھوکے میں خود اپنا ہی تماشا دیکھا

ہم نے ایسا نہ کوئی دیکھنے والا دیکھا
جو یہ کہہ دے کہ ترا حسن سراپا دیکھا

دل آگاہ میں کیا کہیے جگر کیا دیکھا
لہریں لیتا ہوا اک قطرے میں دریا دیکھا

کوئی شائستہ و شایان غم دل نہ ملا
ہم نے جس بزم میں دیکھا اسے تنہا دیکھا

◆◆◆

یادش بخیر جب وہ تصور

یادش بخیر جب وہ تصور میں آ گیا
شعر و شباب و حسن کا دریا بہا گیا

جب عشق اپنے مرکز اصلی پہ آ گیا
خود بن گیا حسین دو عالم پہ چھا گیا

جو دل کا راز تھا اسے کچھ دل ہی پا گیا
وہ کر سکے بیاں نہ ہمیں سے کہا گیا

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

دل بن گیا نگاہ نگہ بن گئی زباں
آج اک سکوت شوق قیامت ہی ڈھا گیا

میرا کمال شعر بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

◆◆◆

کوئی مرتا ہی رہا

کوئی جیتا، کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

غم وہ میخانہ، کمی جس میں نہیں
دل وہ پیمانہ، کہ بھرتا ہی رہا

حسن تو تھک بھی گیا، لیکن یہ عشق
کارِ معشوقانہ کرتا ہی رہا

وہ مٹاتے ہی رہے لیکن یہ دل
نقش بن بن کر ابھرتا ہی رہا

تم نے نظریں پھیر لیں تو کیا ہوا
دل میں اک نشتر اترتا ہی رہا

◆◆◆

گداز عشق نہیں کم جو میں

گداز عشق نہیں کم جو میں جواں نہ رہا
وہی ہے آگ مگر آگ میں دھواں نہ رہا

چمن تو برق حوادث سے ہو گیا محفوظ
مری بلا سے اگر میرا آشیاں نہ رہا

جنوں سجدہ کی معراج ہے یہی شاید
کہ تیرے در کے سوا کوئی آشیاں نہ رہا

کمال قرب بھی شاید ہے عین بعدہ جگر
جہاں جہاں وہ ملے میں وہاں وہاں نہ رہا

◆◆◆

دل کو سکون روح کو آرام

دل کو سکون روح کو آرام آ گیا
موت آ گئی کہ دوست کا پیغام آ گیا

غم میں بھی ہے سرور وہ ہنگام آ گیا
شاید کہ دور بادہ گلفام آ گیا

دل کو نہ پوچھ معرکہ حسن و عشق میں
کیا جانئے غریب کہاں کام آ گیا

یہ کیا مقام عشق ہے ظالم کہ ان دنوں
اکثر ترے بغیر بھی آرام آ گیا

احباب مجھ سے قطع تعلق کریں جگر
اب آفتاب زیست لب بام آ گیا

◆◆◆

شعر و نغمہ رنگ و نکہت

شعر و نغمہ رنگ و نکہت' جام و صہبا ہو گیا
زندگی سے حسن نکلا اور رسوا ہو گیا

اس کو کیا کیجئے زبان شوق کو چپ لگ گئیں
جب یہ دل شائستہ عرض تمنا ہو گیا

ہم نے سینے سے لگایا دل نہ اپنا بن سکا
مسکرا کر تم نے دیکھا' دل تمہارا ہو گیا

وہ چمن میں جس روش سے ہو کے گزرے بے نقاب
وفعتا

گل کا رنگ گہرا ہو گیا

شش جہت آئینہ حسن حقیقت ہے جگر
قیس دیوانہ تھا' محو روئے لیلےٰ ہو گیا

◆◆◆

روئے بروئے دوست ہنگام سلام

روئے بروئے دوست ہنگام سلام آ ہی گیا
رخصت اے دیر و حرمؑ دل کا مقام آ ہی گیا

منتظر کچھ رند تھے جس کےؑ وہ جام آ ہی گیا
باش اے گردوں کہ وقت انتقام آ ہی گیا

التفات چشم ساقیِ سبک تابی نہ پوچھ
میں یہ سمجھا جیسے مجھ تک دور جام آ ہی گیا

عشق کو تھا کب سے اپنی خشک دامانی کا رنج
ناگہاں آنکھوں کو اشکوں کا سلام آ ہی گیا

ہر نگہ پر بندشیںؑ ایک اک نفس کی پرستشیں
ہوشیار اے عشقؑ وہ نازک مقام آ ہی گیا

اہل دنیا اور کفران زمانہ تا کجے
خود زمانہ بن کے تیغ بے نیام آ ہی گیا

شوق نے ہر چند صدہا تفرقے ڈالے مگر
زندگی کو اس درد ناتمام آ ہی گیا

صحبت رنداں سے واعظ کچھ نہ حاصل کر سکا
بہکا بہکا سا مگر طرز کلام آ ہی گیا

بے جگر سونا پڑا تھا مدتوں سے میکدہ
پھر وہ دریا نوش رند تشنہ کام آ ہی گیا

◆◆◆

پرائے ہاتھوں جینے کی ہوس

پرائے ہاتھوں جینے کی ہوس کیا
نشیمن ہی نہیں تو پھر قفس کیا

محبت سر فروشی جاں سے پیاری
محبت میں خیال پیش و پس کیا

اجل خود زندگی سے کانپتی ہے
اجل کی زندگی پر دسترس کیا

لہو آتا نہیں کھینچ کر مژہ تک
نہ آئے گی بہار اب کی برس کیا

◆◆◆

یک لحظہ خوشی کا جب انجام

یک لحظہ خوشی کا جب انجام نظر آیا
شبنم کو ہنسی آئی دل غنچوں کا بھر آیا

یہ کون تصور میں ہنگام سحر آیا
محسوس ہوا جیسے خود عرش اتر آیا

خیر اس کو نظر آیا، شر اس کو نظر آیا
آئینے میں خود عکس آئینہ نگر آیا

اس بزم سے دل لے کر کیا آج اثر آیا
ظالم جسے سمجھے تھے مظلوم نظر آیا

اس جان تغافل نے پھر یاد کیا شاید
پھر عہد محبت کا ہر نقش نظر آیا

گلشن کی تباہی پر کیوں رنج کرے کوئی
الزام جو آنا تھا دیوانوں کے سر آیا

یہ محفل ہستی بھی کیا محفل ہستی ہے
جب کوئی اٹھا پردہ میں خود ہی نظر آیا

◆◆◆

تیرا تصور شب ہمہ شب

تیرا تصور شب ہمہ شب
خلوت غم بھی بزم طرب

دعویٰ شوق اور شکوہ بلب
شرم! دل آرام طلب

باتیں ہیں دو مقصود ہے ایک
تیری طلب یا اپنی طلب

آ ہی گیا اک مست شباب
شیشہ بدست و نغمہ بلب

حسن مکمل جذب و گریز
عشق مسلسل ترک و طلب

بیت گئی جو دل پہ نہ پوچھو
ہجر کی شب اور آخر شب

ترک طلب اور اطمینان
دیکھ تو میرا حسن طلب

ہائے وہ درد دل کہ جگر
کچھ نہیں کھلتا جس کا سبب

◆◆◆

سینے میں اگر ہوں دل بیدار

سینے میں اگر ہو دل بیدار محبت
اچھے نظر آتے نہیں آثار محبت

وہ بھی ہوئے جاتے ہیں طرفدار محبت
اچھے نظر آتے نہیں آثار محبت

ہشیار ہو اے خود سر شار محبت
اظہار محبت! ارے اظہار محبت!

تا دیر نہ ہو دل بھی خبردار محبت
اک یہ بھی ہے انداز فسوں کار محبت

توہین نگاہ کرم یار کہاں تک!
دم لیے دے اے لذت آزار محبت

سب پھونک دیئے خار و خس مذہب و ملت
اللہ رے یہ شعلہ رخسار محبت

کونین سے کیا اہل محبت کو سروکار
کونین ہے خود حاشیہ بردار محبت

جو عرش کی رفعت کو بھی اس در پہ جھکا دے
ایسا بھی کوئی جذبہ سر شار محبت

میں نے انہیں تاریک فضاؤں میں بھی اکثر
دیکھے ہیں برستے ہوئے انوار محبت

میں اور یہ غمگین غم عشق ارے توبہ
تو اور یہ احساس گرانبار محبت

اب عرض محبت کی جگر کیوں نہیں جرات
وہ سامنے ہیں گرم ہے بازار محبت

◆◆◆

غم ہے کیا زینہ صفات

غم ہے کیا زینہ صفات و ذات
غم نہیں ہے تو آرزو نہ حیات

نغمہ آرزو و رقص حیات

تو محبت کو لازوال بنا!
زندگی کو اگر نہیں ہے ثبات

ہم نے دیکھے ہیں جاگتے ہوئے دل
ہم سے پوچھو ستم کے احسانات

ارزو ہر نفس حیات و مرگ
عاشقی بے نیاز مرگ و حیات

باتوں باتوں میں آج تو سر بزم
کہہ گئے وہ ہر ایک دل کی بات

آپ جو کچھ کہیں بجا، لیکن
آپ پر بھی ہیں چند الزامات

حسن ہی جلوہ حسن، جلوہ ہی جلوہ
اللہ اللہ ہجوم کیفیات

عشق نہ تشنہ کام ہے کہ جیسے
زہر کا گھونٹ بھی ہے آب حیات

اے کمال سخن کے دیوانے
ماورائے سخن بھی ہے اک بات

◆◆◆

دنیا کے ستم یاد نہ اپنی

دنیا کے ستم یاد نہ اپنی ہی وفا یاد
اب مجھ کو نہیں کچھ بھی محبت کے سوا یاد

میں شکوہ بلب تھا' مجھے یہ بھی نہ رہا یاد
شاید کہ مرے بھولنے والے نے کیا یاد

چھیڑا تھا جسے پہلے پہل تیری نظر نے
اب تک ہے وہ اک نغمہ بے ساز و صدا یاد

جب کوئی حسین ہوتا ہے سرگرم نوزاش
اس وقت وہ کچھ اور بھی آتے ہیں سوا یاد

کیا جانیے کیا ہوگیا ارباب جنوں کو
مرنے کی ادا یاد نہ جینے کی ادا یاد

مدت ہوئی اک حادثہ و عشق کو لیکن
اب تک ہے ترے دل کے دھڑکنے کی صدا یاد

ہاں ہاں تجھے کیا کام مری شدت غم سے
ہاں ہاں نہیں مجھ کو ترے دامن کی ہوا یاد

میں ترک رہ و رسم جنوں کر ہی چکا تھا
کیوں آ گئی ایسے میں تری لغزش پا یاد

کیا لطف کہ میں اپنا پتہ آپ بتاؤں
کیجے کوئی بھولی ہوئی خاص اپنی ادا یاد

◆◆◆

تبسم نگاہ پیدا کر

حسین دل، تبسم نگاہ پیدا کر
پھر اک لطیف سی خاموش آہ پیدا کر

جسے ہوائے زمانہ کبھی بجھا نہ سکے
قدم قدم پہ وہ اک شمع راہ پیدا کر

خلوص عشق و یقین حیات کے ہمراہ
جنون شوق و فسون نگاہ پیدا کر

رگوں میں بھر کے فروغ جمال الا اللہ
نظر میں شعلگی لاالہ پیدا کر

یہی زمین ترا مسکن، یہی ترا مدفن
اسی زمیں سے تو مہرو ماہ پیدا کر

◆◆◆

شاہد و ساقی بہار

شاہد و ساقی بہار سے دور
یعنی ہر کیف مستعار سے دور

تخت سے تاج و تاجدار سے دور
دور اس دور فتنہ کار سے دور

ہے خزاں اپنی ہر خزاں سے جدا
ہے بہار اپنی ہر بہار سے دور

ستم وجود آسماں سے الگ
کرم و لطف غم گسار سے دور

خطرہ موت اب نہ فکر حیات
نشہ ہی نشہ ہے خمار سے دور

پر تو حسن ذات سے نزدیک
سایہ زلف تابدار سے دور

اک حقیقت خیال سے برتر
اک جہاں چشم روز گار سے دور

عشق ہے اس مقام پر کہ جہاں
حسن ہے نقص اعتبار سے دور

◆◆◆

نغمہ ترا نفس جلوہ ترا

نغمہ ترا نفس نفس جلوہ ترا نظر نظر
اے مرے شاہد حیات اور بھی قریب تر

بن گئی مستقل عذاب جان خراب شوق پر
خودی مری کاوش نگاہ خودی مری فکر پردہ تر

ترا خلوص دلبری جان نہ ڈال دے اگر
نالہ بھی میر مضمحل نغرہ بھی میرا بے اثر

معرفت جمال میں کام نہ آئے بال و پر
عقل کہیں پہ گری پڑی چھوڑ گئی کہیں نظر

باہمہ ذوق آگہی ہائے رے پستی بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

دیکھا ہے اک جہاں خاص میں نے کبھی کبھی جگر
حسن سے بھی بلند تر عشق سے بھی لطیف تر

عرض نیاز عشق کا چاہئے اور کیا صلہ
میں نے کہا بہ چشم نم اس نے سنا بہ چشم تر

لاکھ بیان درد دل اک وہ تبسم حزیں
لاکھ فسانہ ہائے شوق اک وہ نگاہ مختصر

مجھ سے کسی کا کام کیا' میرا کہیں قیام کیا
میرا سفر ہے درد وطن میرا وطن ہے در سفر

حسن سے جو نہ ہو سکا' کر گئی حسن کی اک آہ
عشق نے توڑ دی کمان' عقل نے ڈال دی سپر

لاکھ ستارے ہر طرف' ظلمت شب جہاں جہاں
ایک طلوع آفتاب' دشت و چمن سحر سحر

◆◆◆

محبت میں جگر گزرے ہیں

محبت میں جگر گزرے ہیں ایسی بھی مقام اکثر
کہ خود لینا پڑا ہے اپنے دل سے انتقام اکثر

کہاں حسن تمام بادو تکلف کرم کوشی
بدل دیتی ہے دنیا اک نگاہ ناتمام اکثر

مری رندی بھی کیا رندی مری ہستی بھی کیا ہستی
مری توبہ بھی بن جاتی ہے میخانہ بجا اکثر

محبت نے اسے آغوش میں بھی پالیا آخر
تصور ہی میں رہتا تھا جو اک محشر خرام اکثر

جگر ایسا بھی دیکھا ہے یہ ہنگام یہ مستی
نظر سے چھپ گئے ہیں ساقی و مینا و جام اکثر

◆◆◆

تری رحمت خطا بخش

تری رحمت خطا بخش و خطا پوش
مری جرات خطا کار و خطا کوش

ہوا جاتا ہے دل پیاں فراموش
کہاں ہے اے جنون خانہ بر دوش

یہ کہہ کر ہو گیا دیوانہ خاموش
سلام آخری اے جنت ہوش

خبر لے اپنی اے غارت گر ہوش
ہوا جاتا ہے تو بھی خود فراموش

نہ پہنچی آنچ دامن تک کسی کے
بڑا احسان ترا رے سوز خاموش

یہ اعجاز نگاہ ناز ساقی
مری ہستی ہمہ ہستی ہمہ ہوش

اسی کو بڑھ کے ہونا ہے قیامت
سلامت یا کرامت فتنہ ہوش

ہمیں شکوے تھے کیا کیا ان سے لیکن
ہمیں ثابت ہوئے احسان فراموش

◆◆◆

وہ احساس شوق جواں

وہ احساس شوق جواں اول اول
وہ اک عالم گلفشاں اول اول

وہ خود ساختہ اک طلسم تمنا
وہ تالیف و تصنیف جاں اول اول

وہ ہو ہوم سا اک جہاں محبت
وہ مبہم سی اک داستاں اول اول

تخیل میں رنگینیاں رفتہ رفتہ
تصور میں تصویر جاں اول اول

وہ ایک کلف شادامی تازہ تازہ
وہ اک عشرت سرگراں اول اول

مجسم وہ تعبیر خواب محبت
وہ نظارہ ناگہاں اول اول

وہ اک پیکر حسن معصوم و سادہ
وہ اک جلوہ بے اماں اول اول

تکلم میں بے ربط سا اک تسلسل
خموشی میں حسن بیاں اول اول

جگر آہ آغاز و انجام الفت
سکوت آخر آخر فغاں اول اول

◆◆◆

اللہ رے اس گلشن ایجاد

اللہ رے اس گلشن ایجاد کا عالم
جو صید کا عالم وہی صیاد کا عالم

اف رنگ افق بانی بیداد کا عالم
جیسے کسی مظلوم کی فریاد کا عالم

پہروں سے دھڑکنے کی بھی آتی نہیں آواز
کیا جانئے کیا ہے دل ناشاد کا عالم

منصور تو سروے کے سبک ہو گیا لیکن!
جلاد سے پوچھے کوئی جلاد کا عالم

میں اور ترے ہجر مسلسل کی شکایت
تیرا ہی تو عالم ہے تری یاد کا عالم

ارباب چمن سے نہیں پوچھو یہ چمن سے
کہتے ہیں کسے نکہت برباد کا عالم

کیوں آتش گل میرے نشیمن کو جلائے
تنکوں میں ہے خود برق چمن زاد کا عالم

◆◆◆

حسن کافر شباب کا عالم

حسن کافر شباب کا عالم
ہم سے پا تک شراب کا عالم

عرق آلود چہرہ تاباں
شبنم و آفتاب کا عالم

وہ مری عرض شوق بے حد پہ
کچھ حیاؔ کچھ عتاب کا عالم

اللہ اللہ وہ امتزاج لطیف
شوخیوں میں حجاب کا عالم

ہمہ نور و سرور کی دنیا
ہمہ حسن و شباب کا عالم

وہ لب جوئبار و موسم گل
وہ شب ماہتاب کا عالم

زانوئے شوق پر وہ پچھلے پہر
نرگسِ نیم خواب کا عالم

دیر تک اختلاطِ راز و نیاز
یک بیک اجتناب کا عالم

لاکھ رنگیں بیانیوں پہ مری
اک سادہ جواب کا عالم

غم کی ہر موج موج طوفاں خیز
دل کا عالمؑ حباب کا عالم

وہ سماں آج بھی ہے یاد جگر
ہاں مگر جیسے خواب کا عالم

◆◆◆

جنوں کم، جستجو کم

جنوں کم، جستجو کم، تشنگی کم
نظر آئے نہ کیوں دریا بھی شبنم

بحمداللہ تو ہے جس کا ہمدم
کہاں اس قلب میں گنجائشِ غم

توجہ بے نہایت اور نظر کم
خوشا یہ التفاتِ حسن برہم

مری آنکھوں نے دیکھا ہے وہ عالم
کہ ہر عالم ہے لغزش ہائے پیہم

خطا کیوں کر نہ ہوتی عافیت سوز
کہ جنت ہی نہ تھی معراجِ آدم

خوشا یہ نسبتِ حسن و محبت
جہاں بیٹھے نظر آئے ہمیں ہم

وہ اک حسن سراپا اللہ اللہ
کہ جس کی ہر ادا عالم ہی عالم

کہاں پہلوئے خورشید نسبت حسن و محبت
کہاں اک نازنین دوشیزہ شبنم

مسرت، زندگی کا دوسرا نام
مسرت کی تمنا، مستقل غم

◆◆◆

رکھتے ہیں خضر سے نہ غرض

رکھتے ہیں خضر سے نہ غرض رہنما سے ہم
چلتے ہیں بچ کے دور ہر اک نقش پا سے ہم

مانوس ہو چلے ہیں جو دل کی صدا سے ہم
شاید کہ جی اٹھے تری آواز پا سے ہم

یارب نگاہ شوق کو دے اور وسعتیں
گھبرا اٹھے جمال جہت آشنا سے ہم

مخصوص کس کے واسطے ہے رحمت تمام
پوچھیں گے ایک دن یہ کسی پارسا سے ہم

اودست ناز حسن تجھے کچھ خبر بھی ہے
تجھ پہ نثار ہوتے ہیں کس کس ادا سے ہم

یہ کون چھا گیا ہے دل و دیدہ پر کہ آج
اپنی نظر میں آپ ہیں نا آشنا سے ہم

◆◆◆

یہ ذرے جن کو ہم خاک رہ منزل

یہ ذرے جن کو ہم خاک رہ منزل سمجھتے ہیں
زبان حال رکھتے ہیں زبان دل سمجھتے ہیں

جسے سب لوگ حسن و عشق کی منزل سمجھتے ہیں
بلند اس سے بھی ہم اپنا مقام دل سمجھتے ہیں

حقیقت میں جو راز دوری منزل سمجھتے ہیں
انہیں کو ہم سلوک عشق میں کامل سمجھتے ہیں

ہمیں وہ کیوں جفائے خاص کے قابل سمجھتے ہیں
یہ ازل ہے اس کو محرامان دل سمجھتے ہیں

اسی اک جرم پر اغیار میں برپا قیامت ہے
کہ ہم بیدار ہیں اور اپنا مستقبل سمجھتے ہیں

نگاہوں میں کچھ ایسے بس گئے ہیں حسن کی جلوے
کوئی محفل ہو لیکن ہم تری محفل سمجھتے ہیں

کوئی مانے نہ مانے اس کو لیکن یہ حقیقت ہے
ہما اپنی زندگی میں غیب کو شامل سمجھتے ہیں

یہ نرم و ناتواں موجیں خودی کا راز کیا جانیں
قدم لیتے ہیں طوفاں عظمت ساحل سمجھتے ہیں

حکومت کے مظالم جب سے ان آنکھوں نے دیکھی ہیں
جگر ہم بمبئی کو کوچہ قاتل سمجھتے ہیں

◆◆◆

یہ تو نہیں کہ عرضِ غم

یہ تو نہیں کہ عرض غم درخور اعتنا نہیں
حسن کو لیکن اے جگر فرصت ماسوا نہیں

نالہ جاں فروز با نغمہ غم فزا نہیں
اے دل فتنہ آفریں تو ہے اگر تو کیا نہیں

پیش نظر ہے حسن دوست حسن کے ماسوا نہیں
عشق میں مبتلا ہوں میں شرک میں مبتلا نہیں

غیر نے کچھ اگر کہا رنج کرے تری بلا
تو ہی جو با وفا نہیں کوئی بھی با وفا نہیں

بیٹھے ہیں بزم دوست میں گم شدگان حسن دوست
عشق ہے اور طلب نہیں نغمہ ہے آور صدا نہیں

پینے سے کام ہے ہمیں میکدہ حیات میں
ظرف جدا جدا سہی اصل جدا جدا نہیں

پھول وہی چمن وہی، فرق نظر کا ہے
عہد بہار میں تھا کیا دور خزاں میں کیا نہیں

پھر یہ جدائیاں ہیں کیوں پھر یہ دہائیاں ہیں کیا
عشق سے تو الگ نہیں حسن سے میں جدا نہیں

اے مرے مقصد حیات، گوشہ چشم التفات
ایک نگہ تو ہے بہت، نیم نگہ میں کیا نہیں

اف یہ کرشمہ کاریاں، ہائے یہ ربط حسن و عشق
مجھ پہ کوئی نظر نہیں، تیری کوئی خطا نہیں

خشک نہ لب نہ آنکھ تر، واہ رے حضرت جگر
جیسے کہ دور کا بھی اب عشق سے واسطا نہیں

◆◆◆

مقامات ارباب جاں اور

مقامات ارباب جاں اور بھی ہیں
مکاں اور بھی، لامکاں اور بھی ہیں

تجسس جنون ہے نہیں تکمیل
مسلسل جہاں در جہاں اور بھی ہیں

یہیں تک نہیں عشق کی سیر گاہیں
مہ و انجم و کہکشاں اور بھی ہیں

محبت کی منزل ہی شاید نہیں ہے
کہ جب دیکھیے امتحاں اور بھی ہیں

محبت نہیں صرف مقصود انساں
محبت میں کار جہاں اور بھی ہیں

قفس توڑ کر مطمئن ہو نہ بلبل
قفس صورت آشیاں اور بھی ہیں

بہت دل کے حالات کہنے کے قابل
ورائے نگاہ و زباں اور بھی ہیں

نہیں مختصر کچھ ہے وہ میکدہ تک
وہاں میں نہیں ہوں جہاں اور بھی ہیں

خوشا دور رس غیر زہے عشق تنہا
وہاں میں نہیں ہوں جہاں اور بھی ہیں

صبا خاک دل سے بچا اپنا دامن
ابھی اس میں چنگاریاں اور بھی ہیں

انہیں جب سے ہے اعتماد محبت
وہ مجھ سے جگر بدگماں اور بھی ہیں

◆◆◆

دل میں کسی کے راہ کئے

دل میں کسی کے راہ کئے جا رہا ہوں میں
کتنا حسین گناہ کئے جا رہا ہوں میں

دنیائے دل تباہ کئے جا رہا ہوں میں
صرف نگاہ و آہ کئے جا رہا ہوں میں

فرد عمل سیاہ کئے جا رہا ہوں میں
رحمت کو بے پناہ کئے جا رہا ہوں میں

ایسی بھی اک نگاہ کئے جار ہوں میں
ذروں کو مہرو ماہ کئے جارہ ہوں میں

مجھ سے لگے ہیں عشق کی عظمت کو چار چاند
خود حسن کو گواہ کئے جا رہا ہوں میں

دفتر ہے ایک معنی بے لفظ و صورت کا
سادہ سی جو نگاہ کئے جا رہا ہوں میں

آگے قدم بڑھائیں جنھیں سوجھتا نہیں
روشن چراغ راہ کیے جا رہا ہوں

معصومی جمال کو بھی جن پہ رشک ہے
ایسے بھی کچھ گناہ کیے جا رہا ہوں میں

تنقید حسن مصلحت خاص عشق ہے
یہ جرم گاہ گاہ کیے جا رہا ہوں میں

اٹھتی نہیں ہے آنکھ مگر اس کے رو برو
نادیدہ اک نگاہ کیے جا رہا ہوں

گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں

مجھ سے ادا ہوا ہے جگر جستجو کا حق
ہر ذرے کو گواہ کیے جا رہا ہوں میں

◆◆◆

بے کیف ہے دل اور جئے جا

بے کیف ہے دل اور جئے جا رہا ہوں میں
خالی ہے شیشہ اور پئے جا رہا ہوں میں

پیہم جو آہ آہ کیے جا رہا ہوں میں
دولت ہے غم زکوٰۃ دیئے جا رہا ہوں میں

مجبوری کمال محبت تو دیکھنا
جینا نہیں قبول جئے جا رہا ہوں میں

وہ دل کہاں ہے اب کہ جسے پیار کیجئے
مجبوریاں ہیں ساتھ دیئے جا رہا ہوں میں

رخصت ہوئی شباب کے ہمراہ زندگی
کہنے کی بات ہے کہ جئے جا رہوں میں

پہلے شراب زیست تھی، اب زیست ہے شراب
کوئی پلا رہا ہے، پئے جا رہا ہوں میں!

◆◆◆

جو مسرتوں میں خلش نہیں

جو مسرتوں میں خلش نہیں، جو اذیتوں میں مزا نہیں
ترے حسن کا بھی قصور ہے مرے عشق ہی کی خطا نہیں

مرے جذب عشق پہ رحمتیں، مجھے بے بسی کا گلا نہیں
ترے جبر حسن کی خیر ہو، مرے اختیار میں کیا نہیں

مرا ذوق بھی مرا شوق بھی ہے بلند سطح عوام سے
ترا ہجر بھی ترا وصل بھی مرے درد دل کی دوا نہیں

جسے میں بھی خود نہ بتا سکا، مرا راز دل ہی وہ راز دل
جسے غیر دوست سمجھ سکے، مرے ساز میں وہ صدا نہیں

مرا نالہ ہوشربا کیا، مرا نغمہ روح فزا ہو کیوں
کہ چمن میں پھول تو ہیں وہی نگراں میں بوئے وفا نہیں

یہ طریق جہد ہے خوب تر، مگر آہ واعظ بے خبر
اسے ساز گار ہو زہد کیا، جسے معصیت بھی روا نہیں

وہ ہزار دشمن جاں سہی، مجھے غیر پھر بھی عزیز ہے
جسے خاکِ پا تری چھو گئی، وہ برا بھی ہو تو برا نہیں

وہی میں ہوں اور وہی انجمن، مگر آج ہے مرا حال کیا
جسے خاکِ پا تری چھو گئی، وہ برا بھی ہو تو برا نہیں

وہی میں ہوں اور وہی انجمن، مگر آج ہے مرا حال کیا
یہ گمان ہے کہ حقیقتا

اور تیرے سوا نہیں

مرے شعر میں ہیں نزاکتیں مری نظم کمیں لطافتیں
مری فکری میں کہیں اے جگر ادب کثیف کی جانبیں

◆◆◆

اس رخ پہ اژدہام نظر

اس رخ پہ اژدہام نظر دیکھتا ہوں میں
کانٹوں کی گود میں گل تر دیکھتا ہوں میں

سعی مآل فکر و نظر دیکھتا ہوں میں
منزل رواں رواں ہے جدھر دیکھتا ہوں میں

تاثیر التفات نظر دیکھتا ہوں میں
کونین اپنے زیر اثر دیکھتا ہوں میں

خود جس میں آرزوئے شکست غرور ہے
ایسی بھی آج ایک نظر دیکھتا ہوں میں

رعب جمال و جذب محبت تو دیکھنا
اٹھتی نہیں نگاہ مگر دیکھتا ہوں میں

تنہا نہیں ہے عشق ہی رسوائے جستجو
خود حسن کو بھی گرم سفر دیکھتا ہوں میں

رعب جمال و جذب محبت تو دیکھنا
میرا ہی سامنا ہے جدھر دیکھتا ہوں میں

اے عشق شاد باش کہ آج ان کو بار بار
مصروف احتیاط نظر دیکھتا ہوں میں

محو خرام ناز ہیں صحن چمن میں وہ
گستاخی نسیم سحر دیکھتا ہوں میں

میرا مقام عشق مقام فنا نہیں
دنیائے زندگی ہے جدھر دیکھتا ہوں میں

شاید انہیں بھی اس کی خبر ہو نہ اے جگر
در پردہ جو نظر دیکھتا ہوں میں

◆◆◆

جز عشق معتبر یہ کسی کو

جز عشق معتبر یہ کسی کو خبر نہیں
ایسا بھی حسن ہے جو بقید نظر نہیں

سنجیدگی ہزار ہو غم سے مفر نہیں
دریا اسی میں بند ہے جو آنکھ تر نہیں

دینا کو دیکھ دیدہ روشن نگاہ سے
فردوس زندگی ہے وبال نظر نہیں

جو ہر نفس کے ساتھ نہ لائے پیام دوست
ہر گز وہ میری شام وہ میر سحر نہیں

وہ کون سا ہے جلوۂ مکرر کہیں جسے
پھر کیا ہے اعتراف محبت اگر نہیں

طول غم حیات سے گھبرانہ اے جگر
ایسی بھی کوئی شام ہے جس کی سحر نہیں

بھوپال اگرچہ خلد بدامن ہے اے جگر
دل کیا شگفتہ ہو کہ نسیم جگر نہیں

◆◆◆

محبت میں یہ کیا مقام

محبت میں یہ کیا مقام آ رہے ہیں
کہ منزل پہ ہیں اور چلے جا رہے ہیں

یہ کہہ کہہ کے ہم دل کو بہلا رہے ہیں
وہ اب چل چکے ہیں وہ اب جا رہے ہیں

وہ از خود ہی نادم ہوئے جا رہے ہیں
خدا جانے کیا کیا خیال آ رہے ہیں

ہمارے ہی دل سے مزے ان کے پوچھو
وہ دھوکے جو دانستہ ہم کھا رہے ہیں

جفا کرنے والوں کو کیا ہو گیا ہے
وفا کر کے بھی ہم تو شرما رہے ہیں

وہ عالم ہے اب یار و اغیار کیسے
ہمیں اپنے دشمن ہوئے جا رہے ہیں

مزاج گرامی کی ہو خیر یا رب
کئی دن سے اکثر وہ یاد آ رہے ہیں

◆◆◆

کہاں کے لالہ وگل کیا بہار

کہاں کے لالہ و گل' کیا بہار توبہ شکن
کھلے ہوئے ہیں دلوں کی جراحتوں کے چمن

یہ کس غضب کی محبت نے ڈال دی الجھن
نہ ضبط شوق کا یارا' نہ تاب عرض سخن

خلوص شوق' نہ جوش عمل' نہ درد وطن
یہ زندگی ہے خدایا کہ زندگی کا کفن

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے دب نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

وطن ہی جب نہیں اپنا تو پھر کہاں کا وطن
چمن اجاڑ رہا ہوں مگر برائے چمن

غضب ہے قہر ہے انساں کی یہ بوالعجبی
خود اپنا دوست بہت کم' زیادہ تر دشمن

یہ مرحلہ بھی مری حیرتوں نے دیکھ لیا
بہار میرے لئے اور میں تہی دامن

مرا شعور محبت ہے کس لئے ہمہ گوش
اگر نہیں مری جانب کسی کا روئے سخن

ابھی ہے دل کو مقام سپردگی سے گریز
اک اور بھی سہی گیسوئے عنبریں میں شکن

بہ ہوش باش کہ وہ انقلاب آپہونچا
میں سن رہا ہوں دل سنگ و خشت کی دھڑکن

خرد حقیقت چالاک وچست و ست و خرام
جنوں صداقت بے باک و مصلحت روشن

حضور دوست یہی جرم زندگی نکلا
جناب شیخ کو تھا زعم پا کی دمن

جنوں کی بر سرو سامانیاں یوں پہ رنج نہ کر
اگر جنوں ہے سلامت ہزار ہا دامن

جہاں حسن کو بھی جس نے کر دیا پیدا
خوشادہ سینہ اہل فراق کی دھڑکن

ہر ایک لحظہ ہے در پیش کار زار حیات
سکوں تلاش نہ کر اے دل سکوں دشمن

وہی ہے روح محبت وہی ہے جسم وفا
بدلتا رہتا ہے لیکن مزاق پیراہن

مقام عشق کی نیرنگیاں نہ پوچھ جگر
کمال آگہی و سخت آگہی دشمن

◆◆◆

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عالم سہی، عرفان محبت عام نہیں

یہ تو نے کہا کیا اے ناداں، فیاضی قدرت عام نہیں
تو فکر و نظر تو پیدا کر، کیا چیز ہے جو انعام نہیں

یارب یہ مقام عشق ہے کیا؟ گو دیدہ و دل ناکام نہیں
تسکین ہے اور تسکین نہیں، آرام ہے اور آرام نہیں

کیوں مست و شراب عیش و طرب تکلیف توجہ فرمائیں!
آواز شکست دل ہی تو ہے، آواز شکست جام نہیں

آتا ہے جو بزم جاناں میں، پندار خودی کو توڑ کے آ
اے ہوش و خرد کے دیوانے یاں ہوش و خرد کا نام نہیں

زاہد نے کچھ اس انداز سے پی، ساقی کی نگاہیں پڑنے لگیں
مے کش یہی اب تک سمجھے تھے، شائستہ و دور جام نہیں

عشق، اور گوارا خود کر لے بے شرط شکست فاش اپنی
دل کی بھی کچھ ان کے سازش ہے تنہا یہ نظر کا کام نہیں

سب جس کو اسیری کہتے ہیں وہ تو ہے اسیری ہی لیکن
وہ کون سی آوازی ہے یہاں جو آپ خود اپنا دام نہیں

◆◆◆

اب لفظ بیاں سب ختم ہوئے

اب لفظ بیاں سب ختم ہوئے اب دیدہ دل کا کام نہیں
اب عشق ہے خود پیغام اپنا' اب عشق کا کچھ پیغام نہیں

اللہ کے علم و حکمت کے محدود اگر اکرام نہیں
ہر سانس کے آنے جانے میں کیا کوئی نیا پیغام نہیں

ہر خلد تمنا پیش نظر' ہر جنت نظارہ حاصل!
پھر بھی ہے وہ کیا شے سینے میں ممکن ہی جسے آرام نہیں

یہ حسن ہے کیا؟ یہ عشق ہے کیا' کس کو ہے خبر اس کی لیکن
بے جام ظہور بادہ نہیں' بے مادہ فروغ جام نہیں

زاہد ترے ان سجدوں کے عوض سب کچھ ہو مبارک تجھ کو مگر
وہ سجدہ یہاں ہے کفر جبیں' جو سجدہ کہ خود انعام نہیں

دنیا یہ دکھی ہے پھر بھی مگر' تھک کر ہی سہی' سو جاتی ہے
تیرے ہی مقدر میں اے دل' کیوں چین نہیں آرام نہیں

اک شاہد معنی و صورت کے ملنے کی تمنا سب کو ہے
ہم اس کے نہ ملنے پر ہیں خدا، لیکن یہ مذاق عام نہیں

پینے کو تو سب پیتے ہیں جگر میخانہ فطرت میں لیکن
محروم نگاہ ساقی ہے، وہ رند جو درد آشام نہیں

◆◆◆

جب تک انساں پاک طینت

جب تک انساں پاک طینت ہی نہیں
علم و حکمتؔ علم و حکمت ہی نہیں

وہ محبتؔ وہ عداوت ہی نہیں
زندگی میں اب صداقت ہی نہیں

سینۂ آہن بھی تھا جس سے گزار
اب دلوں میں وہ حرارت ہی نہیں

آدمی کے پاس سب کچھ ہے مگر
ایک تنہا ادمیت ہی نہیں

بھچکے رہ جائے وہ غنچہ ہی کہاں
گھٹ کے رہ جائے وہ نکہتؔ ہی نہیں

حسن کو سمجھا ہے کیاؔ اے بوالہوس
حسن معنی بھی ہے صورت ہی نہیں

صرف نقالی ہے مغرب کی جگر
شعر میں اب مشرقیت ہی نہیں

◆◆◆

بے ربط حسن و عشق

بے ربط حسن و عشق یہ کیف و اثر کہاں
تھی زندگی عزیز، مگر اس قدر کہاں

تیرے بغیر رونق دیوار و در کہاں
شام و سحر کا نام ہے شام و سحر کہاں

کیا جانئے خیال کہاں ہے نظر کہاں
تیری خبر کے بعد پھر اپنی خبر کہاں

مانا کے محتسب بھی بڑا با شعور ہے
لیکن اسے نزاکت غم کی خبر کہاں

مل کر ہجوم جلوہ میں خود جلوہ بن گئی
پہونچا ہے کس جگہ سے مقام نظر کہاں

آج اس کی میہماں ہے کل اس کی میہمان
اس خانماں خراب محبت کا گھر کہاں

کہنے کو اہل علم کی کوئی کمی نہیں
لیکن خود اپنی فکر اپنی نظر کہاں

ترک تعلقات کو مدت گزر چکی
ظالم ترے خیال سے پھر بھی مفر کہاں

ہر اعتبار دوست پہ صدقہ ہزار جان
لیکن وہ کیف وعدہ نامعتبر کہاں

عرصہ ہوا کہ رسم محبت بدل گئی
دامن سے وہ معاملہ چشم تر کہاں

ہر گام پر ہے منزل تو جستجو طلب
جاتا ہے سر اٹھائے ہوئے بخیر کہاں

صد عشرت نگاہ مسلسل خوشا نصیب
لیکن لطافت نگہ مختصر کہاں

ہر چند کائنات دو عالم میں اے جگر
انساں ہی ایک چیز ہے انساں مگر کہاں

◆◆◆

عشق کی بربادیوں کو رائیگاں

عشق کی بربادیوں کو رائیگاں سمجھتا تھا میں
بستیاں نکلیں جنہیں ویرانیاں سمجھا تھا میں

بے حجابی کو حجاب درمیاں سمجھا تھا میں
سامنے کی بات تھی، لیکن کہاں سمجھا تھا میں

ہر نگہ کو طبع نازک پر گراں سمجھتا میں
وہ بھی کیا دن تھے جب اس کو بدگاں سمجھا تھا میں

کیا خبر تھی خود وہ نکلیں گے برابر کے شریک
دل کی ہر دھڑکن کو اپنی داستاں سمجھا تھا میں

آدمی کو آدمی سے بعد وہ بھی کس قدر
زندگی کو زندگی کا رازداں سمجھا تھا میں

کیا بتاؤں کس قدر زنجیر پا ثابت ہوئے
چند تنکے جنکو اپنا آشیاں سمجھا تھا میں

اس گھڑی کی شرم رکھ لے اے نگاہ ناز دوست
ہر نفس کو جب حیات جاوداں سمجھا تھا میں

میری ہی روداد ہستی تھی میرے ہی سامنے
آج تک جس کو حدیث دیگراں سمجھا تھا میں

پردہ اٹھا تو وہ صورت نظر آئی جگر!
مدتوں روح القدس کو ہمزباں سمجھا تھا میں

◆◆◆

سبھی انداز حسن پیارے نہیں

سبھی انداز حسن پیارے نہیں
ہم مگر سادگی کے مارے ہیں

اس کی راتوں کا انتقام نہ پوچھ
جس نے ہنس ہنس کے دن گزارے ہیں

اے سہاروں کی زندگی والو
کتنے انسان بے سہارے ہیں!

لالہ و گل سے تجھ کو کیا نسبت
نامکمل سے استعارے ہیں

ہم تو اب ڈوب کر ہی ابھریں گے
وہ رہیں شاد جو کنارے ہیں

شب فرقت بھی جگمگا اٹھی
اشک غم ہیں کہ ماہ پارے ہیں

آتش عشق وہ جہنم ہے
جس میں فردوس کے نظارے ہیں

وہ ہمیں ہیں کہ جن کے ہاتھوں نے
گیسوئے زندگی سنوارے ہیں

حسن کی بے نیاز یوں پہ نہ جا
بے اشارے بھی کچھ اشارے ہیں

◆◆◆

یہ صحن درویش یہ لالہ وگل

یہ صحن درویش، یہ لالہ و گل ہونے دو جو ویراں ہوتے ہیں
تخریب جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

منڈلائے ہوئے جب ہر جانب طوفاں ہوتے ہیں
دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست گریباں ہوتے ہیں

اس جہد طلب کی دنیا میں کیا کار نمایاں ہوتے ہیں
ہم صرف شکایت کرتے ہیں وہ صرف پشیماں ہوتے ہیں

بیدار عزائم ہوتے ہیں، اسرار نمایاں ہوتے ہیں
جتنے وہ ستم فرماتے ہیں، سب عشق پہ احساں ہوتے ہیں

رندوں نے جو چھیڑا زاہد کو ساقی نے کہا کس طنز سے آج
اوروں کی وہ عظمت کیا جانیں، کم ظرف جو انساں ہوتے ہیں

آسودہ ساحل تو ہے مگر شاید تجھے معلوم نہیں
ساحل سے بھی موجیں اٹھتی ہیں خاموش بھی طوفاں ہوتے ہیں

یہ خون جو ہے مظلوموں کا، ضائع نہ ہو جائے گا لیکن
کتنے وہ مبارک قطرے ہیں جو صرفِ بہاراں ہوتے ہیں

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر!
جب وقتِ شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

◆◆◆

غم معتبر نہیں ہے

غم معتبر نہیں ہے مکمل خوشی نہیں
کیا وقت ہے کہ لطف محبت میں بھی نہیں

یہ تو نہیں کہ مجھ کو سرے کشتی نہیں
لیکن ابھی نہیں، مرے ساقی، ابھی نہیں

تسخیر مہرو ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں نہیں اگر تو کہیں روشنی نہیں

واعظ اب اور کیا کہوں لیکن خطا معاف
جو تیرے سامنے ہے حقیقت وہی نہیں

کیا جانئے یہ کون سا عالم ہے اے جگر
دل مضطرب ہے اور کوئی بات بھی نہیں

◆◆◆

کوئی یہ کہہ دے گلشن گلشن

کوئی یہ کہہ دے گلشن گلشن
لاکھ بلائیں، ایک نشیمن

کامل رہبر، قاتل رہ زن
دل سا دوست نہ دل سا دشمن

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
لیکن اپنا اپنا دامن

عشق ہے پیارے کھیل نہیں ہے
عشق ہے کار شیشہ و آہن

خیر مزاج حسن کی یارب
تیز بہت ہے دل کی دھڑکن

آ، کہ نجانے تجھ بن کب سے
روح ہے لاشہ جسم ہے مدفن

آج نہ جانے راز یہ کیا ہے
ہجر کی رات اور اتنی روشن

عمریں بیتیں، صدیاں گزریں
ہے وہی اب تک عقل کا بچپن

تجھ سا حسین اور خون محبت
وہم ہے شاید سرخی دامن

برق حوادث، اللہ اللہ
جھوم رہی ہے شاخ نشیمن

تو نے سلجھ کر گیسوئے جاناں
اور بڑھا دی شوق کی الجھن

رحمت ہوگی طالب عصیاں
رشک کرے گی پاکی دامن

دل کی مجسم آئینہ ساماں
اور وہ ظالم آئینہ دشمن

بیٹھے ہم ہر بزم میں لیکن
جھاڑ کے اٹھے اپنا دامن

ہستی شاعر اللہ اللہ
حسن کی منزل عشق کا مسکن

رنگیں فطرت سادہ طبیعت
فرش نشیں اور عرش نشیمن

کام ادھورا اور آزادی
نام بڑے اور تھوڑے درشن

شمع ہے لیکن دھندلی دھندلی
سایہ ہے لیکن روشن روشن

کانٹوں کا بھی حق ہے کچھ آخر
کون چھڑائے اپنا دامن

چلتی پھرتی چھاؤں ہے پیارے
کس کا صحرا کیسا گلشن

◆◆◆

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

بے فائدہ الم نہیں بے کار غم نہیں
توفیق دی خدا تو یہ نعمت بھی کم نہیں

میری زباں پہ شکوہ اہل ستم نہیں
مجھ کو جگا دیا یہی احسان کم نہیں

یارب ہجوم درد کو دے اور وسعتیں!
دامن تو کیا ابھی مری آنکھیں بھی نم نہیں

شکوہ تو اک چھیڑ ہے لیکن حقیقت
تیرا ستم بھی تیری عنایت سے کم نہیں

عشق اس مقام پہ ہے جستجو نورد
سایہ نہیں جہاں کوئی نقش قدم نہیں

ملتا ہے کیوں مزہ ستم روز گا میں
تیرا کرم بھی خود جو شریک ستم نہیں

زاہد کچھ اور ہو نہ میخانے میں مگر
کیا کم یہ ہے کہ فتنہ دیر و حرم نہیں

مرگ جگر پہ کیوں تری آنکھیں ہیں اشک ریز
اک سانحہ سہی مگر اتنا اہم نہیں

◆◆◆

عشق لامحدود جب تک

عشق لا محدود جب تک رہ نما نہیں
زندگی سے زندگی کا حق ہوتا نہیں

بیکراں ہوتا نہیں بے انتہا ہوتا نہیں
قطرہ جب تک بڑھ کر قلزم آشنا ہوتا نہیں

اس سے بڑھ کر دوست کوئی دوسرا ہوتا نہیں
سب جدا ہو جائیں لیکن غم جدا ہوتا نہیں

زندگی اک حادثہ ہے اور کیسا حادثہ
موت سے بھی ختم جس کا سلسلہ ہوتا نہیں

کون یہ ناصح کو سمجھائے بطرز دل نشیں
عشق صادق ہو تو غم بھی بے مزا ہوتا نہیں

درد سے معمور ہوتی جا رہی ہے کائنات
اک دل انساں مگر درد آشنا ہوتا نہیں

میری عرض غم پہ وہ کہنا کسی کا ہائے ہائے
شکوہ غم، شیوہ اہل وفا ہوتا نہیں

اس مقام قرب تک اب عشق پونچا ہے جہاں
دیدہ و دل کا بھی اکثر واسطہ ہوتا نہیں

ہر قدم کے ساتھ منزل لیکن اس کا کیا علاج
عشق ہی کم بخت منزل آشنا ہوتا نہیں

اللہ اللہ یہ کمال ارتباط حسن و عشق
فاصلے ہوں لاکھ دل سے دل جدا ہوتا نہیں

کیا قیامت ہے کہ اس دور ترقی میں جگر
آدمی سے آدمی کا حق ادا ہوتا نہیں

◆◆◆

جوطوفاں میں پلتے

جو طوفاں میں پلتے جا رہے ہیں
وہی دنیا بدلتے جا رہے ہیں

نکھرتا آ رہا ہے رنگ گلشن
خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

وہیں میں خاک اڑتی دیکھتا ہوں
جہاں چشمے ابلتے جا رہے ہیں

چراغ دیر و کعبہ اللہ اللہ
ہوا کے رو پہ چلتے جا رہے ہیں

شباب و حسن پہ بحث آ پڑی ہے
نئے نئے پہلو نکلتے جا رہے ہیں

◆◆◆

عمر بھر روح کی اور جسم کی

عمر بھر روح کی اور جسم کی یک جائی ہو
کیا قیامت ہے کہ پھر بھی ناشناسائی ہو

کوئی اتنا بھی نہ مصروف خود آرائی ہو
کہ تماشا رہے باقی، نہ تماشائی ہو

انجمن، ہو نہ سر انجمن آرائی ہو
میں ہوں اور صرف مرا عالم تنہائی ہو

مستی حسن غم عشق پہ یوں چھائی ہو
دل سے موج غم اٹھے، تری انگڑائی ہو

اے غم دوست ترا صبر مجھی پر ٹوٹے
بے ترے نیند آنکھوں میں اگر آئی ہو

وہ محبت ہی نہیں ہے، وہ قیامت نہیں
جو ترے پائے نگاریں کی نہ ٹھکرائی ہو

ہو کسی دل کو تری یاد سے اک نسبت خاص
اب تو شاید ہی میسر کبھی تنہائی ہو

◆◆◆

داغ دل کیوں کوئی مجروح

داغ دل کیوں کوئی مجروع پذیرائی ہو
گل ویرانہ بنے لالہ صحرائی ہو

نالہ یوں کیجئے یہ اعجاز شکی بائی ہو
جیسے بے ساختہ ہونٹوں پہ ہنسی آئی ہو

عرصہ حشر کہاں جلوہ گہ دوست کہاں
وہ بھی میرا ہی نہ اک گوشہ تنہائی ہو

گر کے نظروں سے تری اس کا ٹھکانہ ہی کہاں
کس نے ظالم ترے دل میں بھی جگہ پائی ہو

ہائے حصہ گلشن کا قدم ہم دم
نہ خزاں آئی ہو جس نہ بہار آئی ہو

یوں بھی ہو کاش غم عشق کی تاثیر جگر
میں تمنا نہ کروں اور وہ تمنائی ہو

◆◆◆

ممکن نہیں کہ جذبہ دل

ممکن نہیں کہ جذبہ دل کارگر نہ ہو
یہ اور بات ہے تمہیں اب تک خبر نہ ہو

لازم خودی کا ہوش بھی ہے بے خودی کے ساتھ
کسی کی اسے خبر جسے اپنی خبر نہ ہو

وہ بدگمانیاں نہ وہ سر گرانیاں
اتنی بھی دل کی دل کو الٰہی خبر نہ ہو

احسان عشق اصل میں توہین حسن ہے
حاضر ہیں دین و دل بھی ضرورت اگر نہ ہو

یا طالب دعا تھا میں اک اک سے جگر
یا خود یہ چاہتا ہوں دعا میں اثر نہ ہو

پھول بسر کرتے ہیں خاروں

پھول بسر کرتے ہیں خاروں کے ساتھ
کھیلتے ہیں ہم بھی شراروں کے ساتھ

عشق کہیں تجھ سے نہ لے انتقام
چھیڑ نہ کر عشق کے ماروں کے ساتھ

عشق میں کیا ہے یہی معراج دید
گم ہیں نگاہیں بھی نظاروں کے ساتھ

لوٹ بہاریں نہ چمن کی بہت
تو بھی نہ لٹ جائے بہاروں کے ساتھ

صبح ہے دور اور ابھی سے جگر
ڈوب چلی نبض ستاروں کے ساتھ

◆◆◆

ابھی نہ روک نگاہوں کو

ابھی نہ روک نگاہوں کو پیر میخانہ
کہ زندگی ہے ابھی زندگی سے بیگانہ

فضائے کعبہ ہو یا سرزمین بت خانہ
ترے سوا نہ حقیقت نہ کوئی افسانہ

سحر ہوئی وہ بڑھے ہاتھ سوئے پیمانہ
بنام شاہد نوخیز و پیر میخانہ

حدیث حسن نہ شغل شراب و پیمانہ
یہ کس نے چھیڑ دیا زندگی کا افسانہ

مزاق عشق کی تفریق اے معاذ اللہ
بہم ہوئے نہ کبھی عندلیب و پروانہ

ستم ڈھائے کسی نہ تو اس توجہ سے
کہ بن گیا دل صد پارہ آئینہ خانہ

جنون عشق کی کافر ادائیاں تو بعد
نگاہ زہد بھی پڑنے لگی حریصانہ

وہیں وہیں سے اٹھتے ہیں ہزار ہا فتنے
جہاں جہاں سے میں گزرا ہوں بے نیازانہ

خود اپنی آگ میں جلتی ہے شمع جلنے دو
پرائی آگ میں جلنا ہے کار مردانہ

وہ ایک شعر جسم وہ ایک پیکر حسن
وہ سبزہ باغ یہ انداز بے نیازانہ

نظر نظر متبسمٔ اگرچہ بے پردہ
نفس نفس متوجۂ اگرچہ بے گانہ

فدائے نیم نقابی تمام نکہت و رنگ
نثار نیم نگاہیٔ تمام مے خانہ

◆◆◆

سراپا حقیقت مجسم فسانہ

سراپا حقیقت، مجسم فسانہ
محبت کا عالمِ جنون کا زمانہ

ہما شعر و نغمہ، ہما رنگ و نکہت
وہ جانِ تمنا وہ حسنِ یگانہ

وہ پہلے پہر دونوں جانب یہ عالم
ادا بے تعلق نظر مجرمانہ

نظر اٹھتے اٹھتے، نظر ملتے ملتے
دھڑکتے دلوں کا وہ نازک فسانہ

وہ چھیڑ میں اک نئی زندگانی
وہ ہر بات میں اک نیا شاخسانہ

طبیعت شگفتہ مگر کھوئی کھوئی
ہر انداز دلکش نیا شاخسانہ

وہ اخفائے راز محبت کی خاطر
کبھی کچھ بہانہ، کبھی کچھ بہانہ

وہ عشق و تبسم کا پرکیف موسم
وہ شعر و ترنم کا رنگین زمانہ

کچھ روئے زیبا پہ غصے کی لہریں
کہ جیسے کوئی بجلیوں کا خزانہ

وہ باربط سا اک طلسم معانی
وہ بے ربط سا اک مسلسل فسانہ

جنون مکمل کا بھی اک عالم
سکوت مسلسل کا بھی اک فسانہ

غرور تجمل، مگر زخم خوردہ
شکست محبت، مگر فاتحانہ

◆◆◆

یہ فلک یہ ماہ و انجم

یہ فلک یہ ماہ و انجم، یہ زمیں یہ زمانہ
ترے حسن کی حقانیت میرے عشق کا فسانہ

یہ ہے عشق کی کرامت یہ کمال شاعرانہ
ابھی منہ سے بات نکلی ابھی ہو گئی فسانہ

یہ میرا پیام کہنا تو صبا مودبانہ
کہ گزر گیا ہے پیارے تجھے دیکھے اک زمانہ

مجھے چاک جیب و دامن سے نہیں مناسبت کچھ
یہ جنوں ہی کو مبارک رہ و رسم عامیانہ

تجھے حادثات پیہم سے بھی کیا ملے گا ناداں
ترا دل اگر ہو زندہ تو نفس بھی تازیانہ

تری اک نمود سے ہے ترے حجاب تک ہے
مری فکر عرش پیمانہٗ مرا ناز شاعرانہ

مجھے عشق کی صداقت پہ بھی شک سا ہو چلا ہے
مری دل سے کہ گئی نگاہ ناقدانہ

تجھے اے جگر ہوا کیا کہ بہت کیا دنوں سے پیارے
زبان عشق و مستی نہ حدیث دلبرانہ

◆◆◆

وہ ادائے دلبری ہو کہ

وہ ادائے دل بری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

یہ ترا جمال کامل یہ شباب کا زمانہ
دل دشمناں سلامت دل دوستاں نشانہ

کبھی حسن کی طبیعت نہ بدل سکا زمانہ
وہی ناز بے نیازی وہی شان خسروانہ

میں ہوں اس مقام پر اب کہ فراق و وصل کیسے
مرا عشق بھی کہانی ترا حسن بھی فسانہ

مری زندگی تو گزری ترے ہجر کے سہارے
مری موت کو بھی پیارے کوئی چاہئے بہانہ

ترے عشق کی کرامت یہ اگر نہیں تو کیا ہے
کبھی بے ادب نہ گزرا مرے پاس سے زمانہ

تری دوری و حضوری کا ہے عجیب عالم
ابھی زندگی حقیقت، ابھی زندگی فسانہ

مرے ہم صفیر بلبل مرا تیرا ساتھ ہی کیا
میں ضمیر دشت و دیار تو اسیر آشیانہ

میں وہ صاف ہی نہ کہہ دوں، ہے جو فرق مجھ میں تجھ میں
ترا دردِ درد تنہا مرا غم غمِ زمانہ

ترے دل نے ٹوٹنے پر ہے کسی کو ناز کیا کیا
تجھے اے جگر مبارک یہ شکست فاتحانہ

◆◆◆

محبت کارفرمائے دو عالم

محبت کار فرمائے دو عالم ہوتی جاتی ہے
کہ ہر دنیائے دل شائستہ غم ہوتی جاتای ہے

زمانہ گرم رفتار ترقی ہوتا جاتا ہے
مگر اک چشم شاعر ہے کہ پرنم ہوتی جاتی

جہاں تک توڑتا جاتا ہوں رسم ظاہر و باطن
دلیل عاشقی اتنی ہی محکم ہوتی جاتی ہے

جہاں تک دل کا شیرازہ فراہم کرتا جاتا ہوں
کہ محفل اور برہم اور برہم ہوتی جاتی ہے

یہی جی چاہتا ہے چھیڑتے چھیڑتے رہیں
بہت دل کش ادائے حسن برہم ہوتی جاتی ہے

تصور رفتہ رفتہ اک سراپا بنتا جاتا ہے
وہ اک شے جو مجھی میں ہے مجسم ہوتی جاتی ہے

رہ رہ کر گلے مل مل کے رخصت ہوتے جاتے ہیں
مری آنکھوں سے روشنی کم ہوتی جاتی ہے

جدھر میں گزرتا ہوں نگاہیں اٹھتی جاتی ہیں
مری ہستی بھی کیا تیرا عالم ہوتا جاتی ہے

جگر ترے سقوط غم نے یہ کیا کہہ دیا ان سے
جھکی پڑتی ہیں نظریں آنکھ پرنم ہو جاتی ہے

◆◆◆

کیا کشش حسن بے پناہ

کیا کشش حسن بے پناہ میں ہے
جو قدم ہے اسی کی راہ میں ہے

میکدہ نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دل تباہ میں ہے

ہائے وہ راز غم جو اب تک
ترے دل میں' مری نگاہ میں ہے

عشق میں کیس منزل مقصود
وہ بھی اک گرد ہے جو راہ میں ہے

میں جہاں ہوں ترے خیال میں ہوں
تو جہاں ہے مری' نگاہ میں ہے

حسن کو بھی کہاں نصیب جگر
وہ جو اک شے مری نگاہ میں ہے

◆◆◆

کسی صورت نمود سوز پنہانی

کسی صورت نمود سوز پنہانی نہیں جاتی
بجھا جاتا ہے دل چہرے کی تابانی نہیں جاتی

نہیں جاتی' کہاں تک فکر انسانی نہیں جاتی
مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

نگاہوں خزاں ناآشنا بنتا تو آجائے
چمن جب تک چمن ہے جلوہ سامانی نہیں جاتی

صداقت ہو تو دل سینہ سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

بلندی چاہیے انسان کی فطرف میں پوشیدہ
کوئی بھیس لیکن شان شیطانی نہیں جاتی

وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتی ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

نہیں معلوم کس عالم میں حسن یار دیکھا تھا
کوئی عالم ہو لیکن دل کی حیرانی نہیں جاتی

محبت میں اک ایسا وقت بھی دل پر گزرتا ہے
کہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں طغیانی نہیں جاتی

جگر وہ بھی ز سر تا پا محبت ہی محبت ہیں
مگر ان کی محبت صاف پہچانی نہیں جاتی

◆◆◆

تکلف سے تصنع سے بری ہے

تکلف سے تصنع سے بری ہے شاعری اپنی
حقیقت شعر میں ہے، وہی ہے زندگی اپنی

نظر سے ان کی پہلی ہی نظر یوں مل گئی اپنی
حقیقت میں تھی جیسے مدتوں سے دوستی اپنی

وہ ان کی بے رخی، وہ بے نیازانہ ہنسی اپنی
بھری محفل تھی لیکن بات بگڑی بن گئی اپنی

جمال ان کا مزاج اپنا، غم ان کا، زندگی اپنی
حیات حسن ہے گویا حیات عاشقی اپنی

یہاں تک تو جگر پہنچی ہے معراج خودی اپنی
کہ حسن اک مشغلہ اپنا ہے عشق اک دل لگی اپنی

ہمیں کیوں اب کوئی سمجھائے دل اپنا خوشی اپنی
گریباں اپنا، ہاتھ اپنے، جنوں، اپنا ہنسی اپنی

اسے سمجھے نہ سمجھے کوئی، لیکن واقع یہ ہے
کہ ترکِ مے کشی پر بھی وہی ہے مے کشی اپنی

جگر رہ جاتے بن کر آہ جو اک قاسہ سائل
نہ ایسی شاعری اپنی، نہ زندگی اپنی

◆◆◆

اگر شامل نہ در پردہ کسی کی

اگر شامل نہ در پردہ کسی کی آرزو ہوتی
تو پھر اے زندگی ظالم نہ میں ہوتا نہ تو ہوتی

اگر حائل اس رخ پر نہ نقاب رنگ و بو ہوتی
کسی تابع نظر رہتی، مجال آرزو ہوتی

نہ اک مرکز پہ رک جاتی، نہ یوں بے آبرو ہوتی
محبت جستجو تھی، جستجو ہی جستجو ہوتی

ترا ملنا تو ممکن تھا مگر اے جان محبوبی
مرے نزدیک توہین مذاق جستجو ہوتی

نگاہ شوق اسے بھی ڈھال لیتے اپنے سانچے میں
اگر اک اور بھی دنیاو رائے تگ و بو ہوتی

وہی اس نظر میں ہیں کھب

وہی اس نظر میں ہیں کھب جانے والے
جو سینوں پہ ہیں برچھیاں کھانے والے

شکن کاش پڑ جائے اپنی جبیں پر
پریشان بہت ہیں ستم ڈھانے والے

محبت کی باتیں محبت ہی جانے
معمے نہیں ہیں یہ سمجھانے والے

ترے حسن کا راز کیوں کر چھپاؤں
مرے دیدہ و دل پہ چھا جانے والے

جو ہیں خاص چشم و چراغ محبت
وہ آنسو نہیں ہیں نظر آنے والے

◆◆◆

آنکھوں میں بس کے دل میں

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کر چلے گئے
خوابیدہ زندگی تھی جگا چلے گئے

رگ رگ میں اس طرح وہ سما کر چلے گئے
جیسے مجھی کو مجھ سے چرا کر چلے گئے

سمجھا کے پستیاں مرے اوج کمال کی
اپنی بلندیاں وہ دکھا کر چلے گئے

ہر شے کو مری خاطر نہ ناشاد کے لئے
آئینہ جمال بنا کر چلے گئے

آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے
اک آگ سی وہ اور لگا کر چلے گئے

اب کاروبار عشق سے فرصت مجھے کہاں
کونین کا وہ درد بڑھا کر چلے گئے

لب تھرا کے رہ گئے لیکن وہ اے جگر
جاتے ہوئے نگاہ ملا کر چلے گئے

◆◆◆

وہ جو روٹھیں یوں منانا

وہ جو روٹھیں یوں منانا چاہیے
زندگی سے روٹھ جانا چاہیے

ہمت قاتل بڑھانا چاہیے
زیر خنجر مسکرانا چاہیے

زندگی ہے نام جہاد و جنگ کا
موت کیا؟ بھول جانا چاہیے

ہے انہیں دھوکوں سے دل کی زندگی
جو حسین دھوکہ ہو کھانا چاہیے

لڑتیں ہیں دشمنیں اوج کمال
کلفتوں سے جی لگانا چاہیے

ان سے ملنے کو کیا کہیے جگر
ان سے ملنے کو زمانہ چاہیے

◆◆◆

برابر سے بچ کر گزر

برابر سے بچ کر گزر جانے والے
یہ نالے نہیں بے اثر جانے والے

مرے دل کی بے تابیاں بھی لیے جا
دبے پاؤں منہ پھیر کر جانے والے

محبت میں ہم تو جیے ہیں جئیں گے
وہ ہوں گے کوئی اور مر جانے والے

سودا جو اب ہے سر میں وہ سودائی اور
اس کا چمن ہی اور ہے صحرا اور ہے

◆◆◆

جو حسن شش جہت سے نہ سیراب

جو حسن شش جہت سے نہ سیراب ہو چکی
محسوس اب ہوا وہ تمنا ہی اور ہے

جس سے کہ مطمئن ہو مری فطرت بلند
شاید وہ حسن و عشق کی دنیا ہی اور ہو

صورت میں یہ فروغ کی جذب کشش کہاں
در پردہ کوئی شاید معنی ہی اور ہو

یہ حسن رنگ رنگ بھی کم نہ تھا جگر
کیا کیجیے کہ دل کا تقاضا ہی اور ہے

◆◆◆

یوں پرسش ملال ہو فرما

یوں پرسش ملال ہو فرما کے رہ گئے
شکوے مری زباں تک آ آ کے رہ گئے

آئینہ چوم چوم رہے تھے وہ بار بار
دیکھا جو یک بہ یک مجھے شرما کر رہ گئے

وہ کون ہے کہ جو سر منزل پہنچ سکا
دھندلے سے کچھ نشان نظر آ کے رہ گئے

نغموں پہ میرے اور تو وہ کچھ نہ کہہ سکے
کچھ مسکرا کے پھول سے برسا کے رہ گئے

ہار شکر انتقام ہے محبت ہے اے جگر
شکوہ نہیں ہے ان سے جو تڑپا کے رہ گئے

◆◆◆

دل ہے قصد کوچہ جاناں

دل ہے قصد کوچہ جاناں گئے ہوئے
رگ رگ میں نیش عشق کو پنہاں کئے ہوئے

پھر عزلت خیال سے گھبرا رہا ہے دل
ہر وسط خیال کو زنداں کئے ہوئے

پھر کیف بے خودی میں بڑھا جا رہا ہوں میں
سب کچھ نثار شوق فراواں ہوئے

پھر سوئے خلد حسن کھنچا جا رہا ہے دل
ہر جنت نظارہ کو ویراں کئے ہوئے

پھر نگاہ شوق کو دیدار کی ہوس
مدت ہوئی جرات عصیاں کئے ہوئے

پھر لے چلی ہے وحشت دل شہر حسن میں
جنس گراں عشق کو ارزاں کئے ہوئے

پھر جی چاہتا ہے کہ بیٹھے رہیں جگر
ان کی نظر سے بھی انہیں پنہاں کئے ہوئے

◆◆◆

ہم نے دنیا ہی میں دنیائے حقیقت

ہم نے دینا ہی میں دنیائے حقیقت دیکھی
یہیں دوزخ نظر آئی یہیں جنت دیکھی

منفر و رنج، نہ تنہا کوئی رہ دیکھی
یہ تری نیم نگاہی کی شرارت دیکھی

جب تجھے دیکھ کے کونین کی وسعت دیکھی
حسن ہی حسن محبت ہی محبت دیکھی

حسن بے نام نے رکھا تھا چھپا کر جس کو
وہ تجلی بھی سر پردہ حیرت دیکھی

اس گنہگار محبت کو خدا ہی سمجھیں
جس نے اس مدھ بھری آنکھوں کی ندامت دیکھی

◆◆◆

شب فراق ہے اور نیند

شب فراق ہے اور نیند آئی جاتی ہے
کچھ اس میں ان کی توجہ پائی جاتی ہے

یہ عمر عشق یونہی کیا گنوائی جاتی ہے
حیات زندہ حقیقت بنائی جاتی ہے

ہمیں یہ عشق کی تہمت لگائی جاتی ہے
مگر یہ شرم جو چہرے پہ چھائی جاتی ہے

خدا کرے کہ حقیقت میں زندگی بن جائے
وہ زندگی جو زباں تک ہی پائی جاتی ہے

کچھ ایسے اب بھی ہیں رندان پاکباز جگر
کہ جن کو بے مے و ساغر پلائی جاتی ہے

◆◆◆

نقاب حسن دو عالم اٹھائی

نقاب حسن دو عالم اٹھائی جاتی ہے
مجھی کو میری تجلی دکھائی جاتی ہے

وہ اک نظر جو بمشکل اٹھائی جاتی ہے
وہی نظر رگ و پے میں سمائی جاتی ہے

خدا وہ درد محبت ہر ایک کو بخشے
کہ جس میں روح کی تسکیں بھی پائی جاتی ہے

ترے حضور یہ کیا واردات قلب ہے آج
کہ جیسے چاند پہ بدلی ہی چھائی جاتی ہے

وہ چیز کہتے ہیں فردوس گمشدہ جس کو!
کبھی کبھی تری آنکھوں میں پائی جاتی ہے

فریب منزل آخر ہے الفراق جگر
سفر تمام ہوا نیند آئی جاتی ہے

◆◆◆

نہ اب مسکرانے کو جی

نہ اب مسکرانے کو جی چاہتا ہے
نہ آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

تجھے بھول جانا تو ہے غیر ممکن
مگر بھول جانے کو جی چاہتا ہے

حسین تیری آنکھیں حسین تیرے آنسو
یہیں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے

جگر اب تو وہ ہی کہتے مجھ سے
ترے ناز اٹھانے کو جی چاہتا ہے

◆◆◆

جلوہ بہ قدر ظرف نظر

جلوہ بہ قدر ظرف نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

کیا قہر تھا کہ پاس ہی دل کے لگی تھی آگ
اندھیرا ہے کہ دیدہ تر دیکھتے رہے

ایسی بھی کچھ فراق کی راتیں گزر گئیں
جیسے انہیں کو پیش نظر دیکھتے رہے

ہر لحظہ شان حسن بدلتی رہی جگر
ہر آن ہم جہان دگر دیکھتے رہے

◆◆◆

یہ مصرعہ کاش نقش ہر در

یہ مصرع کاش نقش ہر در و دیوار ہو جائے
جسے جینا ہو، مرنے کے لئے تیار ہو جائے

دل انسان اگر شائستہ اسرار ہو جائے
لب خاموش فطرت ہی لب گفتار ہو جائے

سنا ہے حشر میں ہر آنکھ اسے بے پردہ دیکھے گی
مجھے ڈر ہے نہ توہین جمال یار ہو جائے

یہی ہے زندگی تو زندگی سے خود کشی اچھی
کہ انسان عالم انسانیت پر بار ہو جائے

اک ایسی شان پیدا کر کہ باطل تھر تھرا اٹھے
نظر تلوار بن جائے نفس جھنکار ہو جائے

یہ روز و شب یہ صبح و شام یہ بستی یہ ویرانہ
سبھی بیدار ہیں انساں اگر بیدار ہو جائے

محبت صلح بھی پیکار بھی

محبت صلح بھی پیکار بھی ہے
یہ شاخِ گل بھی ہے تلوار بھی ہے

یہ فتنے جن سے اک دنیا ہے نالاں
انہی سے گرمیِ بازار بھی ہے

نفس پر ہے نمدار زندگانی
نفس چلتی ہوئی تلوار بھی ہے

یہی دنیا ہے بستی آنسوؤں کی
یہی دنیا مسمم زار بھی ہے

جہاں وہ ہیں وہیں میرا تصور
جہاں میں ہوں خیالِ یار بھی ہے

غنیمت ہے کہ اس دور ہوس میں
ترا ملنا بہت دشوار بھی ہے

جو کوئی سن سکے تو نکہت گل
شکست رنگ کی جھنکار بھی ہے

ان آنکھوں کی زہے معجز بیانی
بہم انکار بھی ہے اقرار بھی ہے

◆◆◆

نہ تاب مستی نہ ہوش ہستی

نہ تاب مستی نہ ہوش ہستی کہ شکر نعمت ادا کریں گے
خزاں میں جب ہے یہ اپنا عالم بہار آئی تو کیا کریں گے

ہر ایک غم کو فروغ دے کر یہاں تک آراستہ کریں گے
وہی جو رہتے ہیں دور ہم سے خود اپنی آغوش وا کریں گے

ترے تصور سے حاصل اتنا کمال کسب ضیاء کریں گے
جہاں کچھ آنسو ٹپک پڑیں گے ستارے سجدے کیا کریں گے

یہاں نہ دنیا نہ فکر دنیا، یہاں نہ عقبیٰ نہ فکر عقبیٰ
جنہیں سرا سوا بھی ہو گا وہی غم ما سوا کریں گے

ہم اپنی کیوں طرز فکر چھوڑیں، ہم اپنی کیوں وضع خائن بدلیں
کہ انقلاب نو بہ نو تو ہوا کئے ہیں ہوا کریں گے

خود اپنے ہی سوز باطنی سے نکال اک شمع غیر فانی
چراغ دیر و حرم تو اے دل جلا کریں گے بجھا کریں گے

کس کا خیال کون سی منزل

کس کا خیال کون سی منزل نظر میں ہے
صدیاں گزر گئیں کہ زمانہ سفر میں ہے

اک روشنی سی آج ہر اک دشت دور میں ہے
کیا میرے ساتھ خود منزل سفر میں ہے

صیاد کی نظر میں وہ نشتر سے کم نہیں
اک لرزش خفی جو مرے بال و پر میں ہے

یارب وفائے عذر محبت کی خیر ہو
نازک سا اعتراف بھی آج اس نظر میں ہے

کاریگران شعر سے پوچھے کوئی جگر
سب کچھ تو ہے مگر یہ کمی کیوں اثر میں ہے

◆◆◆

زندگی ہے مگر پرائی ہے

زندگی ہے مگر پرائی ہے
مرگ غیرت! تری دہائی ہے

جب مسرت قریب آئی ہے
غم نے کیا کیا ہنسی اڑائی ہے

عشق کو زعم پارسائی ہے
حسن کافر! تری دہائی ہے

اس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

ہجر شاد وصل سے ناشاد
کیا طبیعت جگر نے پائی ہے

◆◆◆

اگر جمال حقیقت سے ربط

اگر جمال حقیقت سے ربط محکم ہے
نفس نفس میں نئی زندگی کا عالم ہے

نہیں مقابلہ کوئی مگر یہ کیا کم ہے
خود آفتاب درخشاں حریف شبنم ہے

الٰہی خیر! یہ کیا شام ہی سے عالم ہے
کہ جیسے ستاروں میں روشنی کم ہے

ہر ایک قطرے میں دریائے معرفت رواں
مگر نصیب ہو کیونکر کہ پیاس ہی کم ہے

ابھی کمال کو پہنچی نہیں ہے فطرت عشق
کہ آدمی کو ہنوز انتظار آدم ہے

خزاں کا رنج کرے عشق میں بلا میری
نہیں بہار تو یاد بہار کیا کم ہے

خوشی میں بھول نہ جانا جگر یہ راز حیات
کہ جو خوشی ہے یہاں اک امانت غم ہے

◆◆◆

حسن وصورت کے نہ حسرت کے

حسن و صورت کے نہ حسرت کے نہ ارمانوں کے
اف کہ انسان ہیں مارے ہوئے انسانوں کے

کیا مقامات ہیں ان سوختہ سامانوں کے
خضر خود بڑھ کے قدم لیتے ہیں دیوانوں کے

موج ے رنگ شفق، لالہ و گل، مطلع صبح
چند عنواں ہیں مرے شوق کے افسانوں کے

ناز ہے شاہد فطرت کو بھی جن پر ہمدم
ہو چمن سب ہیں لگائے ہوئے دیوانوں کے

میں نے دیکھا ہے اسے روپ میں فطرت کی جگر
میں نے پایا ہے اسے بھیس میں انسانوں کے

◆◆◆

رنگ میں اک برق خزاں

رنگ میں اک برق خزاں لئے ہوئے
دل ہے ہوائے منزل جاناں لئے ہوئے

ناصح! گداز عشق کی معراج دیکھنا
ہر قطرہ خوں ہے شمع فروزاں لئے ہوئے

وہ سامنے تو آئے مگر اس ادا کے ساتھ
اک طرز التفات گریزاں لئے ہوئے

اہل سلامتی کی طرف سے اسے سلام
کشتی جو غرق ہو گئی طوفاں لئے ہوئے

ہوتا تھا چاک چاک گریباں کو اے جنوں
لیکن کسی کا گوشہ داماں لئے ہوئے

پھولوں کو ناز حسن اگر ہے تو ہو جگر
کانٹے بھی ہیں غرور گلستاں لئے ہوئے

◆◆◆

کس کا خیال ہے دل مضطر

کس کا خیال ہے دل مضطر لئے ہوئے
آنکھیں ہیں رنگ و بوئے گل تر لئے ہوئے

کونین کی ہوس میں ہے انسان ذلیل و خوار
کونین اپنے سینے کے اندر لئے ہوئے

دنیا بھی کیا مقام ہے جس میں کہ بارہا
ہنسنا پڑا ہے قلب مکدر لئے ہوئے

اف رے تجلی رخ ساقی کہ بادہ کش
رہ رہ گئے ہیں ہاتھ میں ساغر لئے ہوئے

اللہ رے بے بسی کہ غم روزگار بھی
بیٹھا ہوں ترے غم کے برابر لئے ہوئے

آنکھیں ابھی کچھ اور بھی ہیں منتظر جگر
چھپرا کی قتل گاہ کا منظر لئے ہوئے

◆◆◆

راز جو سینۂ فطرت میں

راز جو سینہ فطرت میں نہاں ہوتا ہے
سب سے پہلے دل شاعر پہ عیاں ہوتا ہے

جب کوئی حادثہ کون و مکاں ہوتا ہے
ذرہ ذرہ مری جانب نگراں ہوتا ہے

جب کوئی عشق میں برباد جہاں ہوتا ہے
مجھ کو محسوس خود اپنا ہی نسیاں ہوتا ہے

یہی وہ منزل دشوار ہے جس منزل میں
ختم ہر مرحلہ سود وزیاں ہوتا ہے

ہر قدم معرکہ کرب و بلا ہے درپیش
ہر نفس سانحہ مرگ جواں ہوتا ہے

ناز جس خاک وطن پر تھا مجھے آہ جگر
اسی جنت پہ جہنم کا گماں ہوتا ہے

◆◆◆□

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لئے سرمایہ جاں ہوتا ہے

ہائے وقت وقت کہ جب حسن پہ آتا ہے شباب
اف وہ ہنگام کہ جب عشق جواں ہوتا ہے

وقت آتا ہے اک ایسا بھی محبت میں کہ جب
دل پہ احساس محبت بھی گراں ہوتا ہے

ہائے وہ سلسلہ اشک کو جو تیرے حضور
دل میں رکتا ہے نہ آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

عزم بے باک اگر ہو تو کہاں کی دوری
حسن خود منتظر عشق جواں ہوتا ہے!

روح بن جاتی ہے خود نغمہ بے ساز و صدا
ختم جب معرکہ لفظ دبیاں ہوتا ہے

وسعت فکر و نظر بھی نہ مجھے راس آئی
ہر تبسم پہ جراحت کا گماں ہوتا ہے

سازو مطرب کے کرشموں پہ نہ جانا کہ یہاں
اکثر اس طرح سے بھی رقص فغاں ہوتا ہے

انقلابات سے کیا خوف کہ ہر عزم جگر
ایسی آغوش میں پلتا ہے جواں ہوتا ہے

◆◆◆

مجسم حقیقت سراپا فسانہ

مجسم حقیقت سراپا فسانہ
محبت کا عالم جنوں کا زمانہ

ہمہ شعر و نغمہ رنگ و نکہت
وہ جان تمنا وہ حسن یگانہ

وہ پہلے پہل دونوں جانب یہ عالم
ادا بے تعلق نظر مجرمانہ

نظر اٹھتے اٹھتے نظر ملتے ملتے
دھڑکتے دلوں میں وہ نازک فسانہ

حیا میں وہ معصوم سی اک شرارت
شرارت میں موہوم سا اک فسانہ

وہ ہر چھیڑ میں اک نئی زندگانی
وہ ہر بات میں اک نیا شاخسانہ

طبیعت شگفتہ مگر بہکی بہکی
ہر انداز دلکش مگر والہانہ

وہ بے خواب آنکھوں کا سحر محبت
وہ بے تاب دل کا فسوں شاعرانہ

وہ اخفائے راز محبت کی خاطر
کبھی کچھ بہانہ کبھی کچھ بہانہ

کبھی روئے زیبا پہ غصہ کی لہریں
کہ جیسے کوئی بجلیوں کا خزانہ

غرور تحمل مگر زخم خوردہ
شکست محبت مگر فاتحانہ

◆◆◆

راز جو سینہ فطرت میں نہاں

راز جو سینہ فطرت میں نہاں ہوتا ہے
سب سے پہلے دل شاعر میں عیاں ہوتا ہے

سخت خونریز آشوب جہاں ہوتا ہے
نہیں معلوم یہ انسان کہاں ہوتا ہے

جب کوئی عشق میں برباد جہاں ہوتا ہے
مجھ کو محسوس خود اپنا ہی زیاں ہوتا ہے

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایہ جاں ہوتا ہے

ہائے وہ وقت کہ جب حسن پہ آتا ہے شباب
اف وہ ہنگام کہ جب عشق جواں ہوتا ہے

وقت آتا ہے اک ایسا بھی محبت میں کہ جب
دل پہ احساس محبت بھی گراں ہوتا ہے

کہیں ایسا تو نہیں وہ بھی ہو کوئی آزاد
تجھ کو جس چیز پہ راحت کا گماں ہوتا ہے

ہائے وہ سلسلہ اشک کہ جو تیرے حضور
دل میں رکھتا ہے نہ آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

◆◆◆

آج بھی یوں تو ہر ایک رند

آج بھی یوں تو ہر ایک رند جواں ہے ساقی
مگر اک آن جو پہلے تھے کہاں ہے ساقی

زندگی سلسلہ خواب گراں ہے ساقی
لا تو وہ فتنہ بیدار کہاں ہے ساقی

اپنے منصب کا نہ احساس نہ رندوں کی خبر
دیر سے آج خدا جانے کہاں ہے ساقی

زیست ہے یا تری نظروں کے اشارے لطیف
موج صہبا ہے کہ فردوس رواں ہے ساقی

◆◆◆

شرما گئے لجا گئے

شرما گئے لجا گئے دامن چھڑا گئے
اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آ گئے

دل پر ہزار طرح کے اوہام چھا گئے
یہ تم نے کیا کیا مری دنیا میں آ گئے

سب کچھ لٹا کے راہ محبت میں اہل دل
خوش ہیں کہ جیسے دولت کونین پا گئے

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

عقل و جنوں میں سب کی تھیں راہیں جدا جدا
ہر پھر کے لیکن ایک ہی منزل پہ آ گئے

اب کیا کروں میں فطرت ناکام عشق کو
جتنے تھے حادثات مجھے راس آ گئے

◆◆◆

یوں نہ ہونے کو گلستاں بھی ہے

یوں نہ ہونے کو گلستاں بھی ہے ویرانہ بھی ہے
دیکھنا یہ ہے کہ ہم میں کوئی دیوانہ بھی ہے

کس جگہ واقع ہوا ہے حضرت واعظ کا گھر
دور مسجد بھی نہیں، نزدیک میخانہ بھی ہے

ملتا جلتا ہے مزاج حسن ہی سے رنگ عشق
شمع گر بے باک ہے گستاخ پروانہ بھی ہے

خیر ہے زاہد یہ کیسا انقلاب آیا کہ آج
تیرے ہر انداز میں اک کیف رندانہ بھی ہے

حاصل ہر جستجو آخر یہی نکلا جگر
عشق خود منزل بھی ہے منزل سے بیگانہ بھی ہے

◆◆◆

ہر تجلی یہیں نظر آئی

ہر تجلی یہیں نظر آئی
اف رہے تری حجاب آرائی

زندگی تو ہمیں کہاں لائی
اک محبت ہزار رسوائی!

مجھ کو شکوہ ہے اپنی آنکھوں سے
تم نہ آئے تو نیند کیوں آئی

نیچی نظروں سے دیکھنے والے
دیکھنا زخم دل کی گہرائی

کار گاہ حیات میں اے دوست
یہ حقیقت مجھے نظر آئی

ہر اجالے میں تیرگی دیکھی
ہر اندھیرے میں روشنی پائی

اب یہ محسوس ہو چلا ہے جگر
موت ہے زندگی کی تنہائی

◆◆◆

جان کر من جملہ خاصان

جان کر من جملہ خاصان مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

ننگ مے خانہ تھا میں ساقی نے یہ کیا کر دیا
پینے والے کہہ اٹھے "یا پیر مے خانہ" مجھے

سبزہ و گل موج دریا انجم و خورشید و ماہ
اک تعلق سب سے ہے لیکن رقیبانہ مجھے

زندگی میں آ گیا جب کوئی وقت امتحاں
اس نے دیکھا ہے جگر بے اختیار نہ مجھے

◆◆◆

آ پڑا کچھ وقت ایسا گردش

آ پڑا کچھ وقت ایسا گردش ایام سے
زندگی شرما رہی ہے زندگی کے نام سے

جب کبھی بچ کر چلا ہوں جلوہ گاہ عام سے
بچھ گئے ہیں خود مری فکر و نظر کے دام سے

کچھ انہیں بھی ربط میری حسرت ناکام سے
اور کچھ میں بھی گریزاں التفات عام سے

ان کی محفل کا تو کیا کہنا مگر اے ہم نشیں
رنگ محفل کہہ رہا ہے دل میں بے آرام سے

آج کل میخانہ میں تقسیم ہوتے ہیں جگر
زہر کے ساغر شراب زندگی کے نام سے

◆◆◆

جہل خرد نے دن یہ

جہل خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

ہائے وہ کیونکر دل بہلائے
غم بھی جس کو راس نہ آئے

ضد پر عشق اگر آجائے
پانی چھڑ کے آگ لگائے

دل پہ کچھ ایسا وقت پڑا ہے
بھاگے لیکن راہ نہ پائے

کیسا مجاز اور کیسی حقیقت
اپنے ہی جلوے اپنے ہی سائے

جھوٹی ہے ہر ایک مسرت
روح اگر تسکین نہ پائے

کار زمانہ جتنا جتنا
بنتا جائے بگڑتا جائے

ضبط محبت شرط محبت
جی بھی کہ ظالم امڈا آئے

حسن وہی ہے حسنِ جو ظالم
ہاتھ لگائے ہاتھ نہ آئے

نغمہ وہی ہے کہ جس کو
روح سنے اور روح سنائے

راہ جنوں آسان ہوئی ہے
زلف و مژہ کے سائے سائے

◆◆◆

صحن کعبہ نہ سہی

صحن کعبہ نہ سہی، کوئے صنم خانہ سہی
خاک اڑانی ہے تو پھر کوئی بھی ویرانہ سہی

زندگی تلخ حقیقت کے سوا کچھ بھی نہیں
اس میں کچھ چاشنی مشربِ رندانہ سہی

یہ ہوائیں، یہ گھٹائیں، یہ فضائیں، یہ بہار
محتسب آج تو شغلِ مے و پیمانہ سہی

زندگی آج بھی دل کش ہے انہیں کے دم سے
حسن اک خواب سہی، عشق اک فسانہ سہی

تشنہ لب ہاتھ پہ کیوں ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
کچھ نہیں ہے تو شکستِ خم و خم خانہ سہی

میں نہ زاہد سے ہوں شرمندہ نہ ہوتی سے جگر
مسلکِ عشق مرا، مسلکِ رندانہ سہی

◆◆◆

یہ راز ہم پر ہوا نہ افشا

یہ راز ہم پر ہوا نہ افشا کسی کی خاص اک نظر سے پہلے
کہ تھی ہماری ہی کن نگاہی' ہمیں تھے کچھ پنجرے سے پہلے

یہ زندگی' خاک زندگی تھی' گداز قلب و جگر سے پہلے
ہر اک ہے شے غیر معتبر تھی ترے غم معتبر سے پہلے

قفس کی نازک سی تیلیوں کی بھی کچھ حقیقت ہے ہم صفیرو
مگر الجھنا پڑے گا شاید' خود اپنے ہی بال و پر سے پہلے

کہاں یہ شورش' کہاں یہ مستی' کہاں یہ رنگینیوں کا عالم
زمانہ خواب و خیال سا تھا' ترے فسون نظر سے پہلے

اٹھا جو چہرے سے پردہ شب' سمٹ کے مرکز پہ آ گئے سب
تمام جلوے جو منتشر تھے' طلوع حسن بشر سے پہلے

وہ یاد آغاز عشق' اب تک انیس جان و دل و حزیں ہے
وہ ایک جھجک سی وہ اک جھلک سی ہرا لتفات نظر سے پہلے

بس ایک دل اور کیف و لذت' بس ایک ہم اور جمال فطرت
یہ زندگی کس قدر حسیں تھی' شعور و فکر و نظر سے پہلے

کہاں تھی یہ روح میں لطافت کہاں تھی کونین میں یہ وسعت
حیات ہی جیسے سو رہی تھی کسی کی پہلی نظر سے پہلے

یہ نالہ کیوں ہے؟ یہ نغمہ کیوں ہے؟ یہ آہ کیسی؟ یہ واہ کیسی؟
یہ پوچھ لے آئینے کے دل سے' نہ پوچھ اپنے جگر سے پہلے

◆◆◆

اگر نہ زہرہ جبینوں کے

اگر نہ زہرہ جبینوں کے درمیاں گزرے
تو پھر یہ کیسے کٹے زندگی، کہاں گزرے

جو تیرے عارض و گیسو کے درمیاں گزرے
کبھی کبھی وہی لمحے بلائے جاں گزرے

مجھے یہ وہم رہا مدتوں کہ جرأت شوق
کہیں نہ خاطر معصوم پر گراں گزرے

ہر اک مقام محبت بہت ہی دل کش تھا
مگر ہم اہل محبت کشاں کشاں گزرے

اسی کو کہتے ہیں جنت اسی کو دوزخ بھی
وہ زندگی جو حسینوں کے درمیاں گزرے

مرا تو فرض چمن بندی جہاں ہے فقط
مری بلا سے کچھ ایسے بھی آشیاں گزرے

کہاں کا حسنؔ کہ خود عشق کو خبر نہ ہوئی
وہ طلب میں کچھ ایسے بھی امتحاں گزرے

کوئی نہ دیکھ سکا جن کو دو دلوں کے سوا
معاملات کچھ ایسے بھی درمیاں گزرے

بہت عزیز ہے مجھ کو انہیں کی یاد جگر
وہ حادثات محبت جو ناگہاں گزرے

◆◆◆

آدمی آدمی سے ملتا ہے

آدمی، آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

بھول جاتا ہوں میں ستم اس کے
وہ کچھ اس سادگی سے ملتا ہے

آج کیا بات ہے کہ پھولوں کو
رنگ تیری ہنسی سے ملتا ہے

سلسلہ فتنہ قیامت کا
تیری خوش قامتی سے ملتا ہے

مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا
ٹوٹ کر دل اسی سے ملتا ہے

کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش بے خودی سے ملتا ہے

روح کو بھی مزا محبت کا
دل کی ہمسائیگی سے ملتا ہے

◆◆◆